

ایمان کے مہمئی عقائد

ڈاکٹر سہو احمد صاتی



۱۱- گنج بخش روڈ لاہور
© 042-7913895

نورینہ رضوی پبلشرز

اقبال کبریٰ

ڈاکٹر محسنو احمد سائق



۱۱۔ گنج بخش روڈ لاہور

☎ 042-7313885

نورین رضویہ پبلیکیشنز

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

ترجمین و اہتمام
سید شجاعت رسول شاہ قادری

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	-----	اقبال کے مذہبی عقائد
مصنف	-----	ڈاکٹر محمود احمد ساقی
تعداد صفحات	-----	144
اشاعت	-----	جولائی 2003ء
تعداد	-----	1100
مطبع	-----	اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور
ناشر	-----	نوریہ رضویہ پبلی کیشنز لاہور
قیمت	-----	<u>120</u>

ملنے کا پتہ

نوریہ رضویہ پبلی کیشنز

11 گنج بخش روڈ، لاہور فون: 7313885

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

مندرجات

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
۷	تقاریظ و تاثرات	۱
۲۳	عرض ساقی	۲
۳۲	میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اقبال	۳
۴۶	نور انیت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور اقبال	۴
۶۳	عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اقبال	۵
۸۱	حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اقبال	۶
۹۱	مالک و مختار رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اقبال	۷
۱۱۲	در رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حاضری اور اقبال	۸
۱۲۰	بد عقیدہ و بد مذہب اور اقبال	۹
۱۲۵	زیارات قبور و اختیارات اولیاء کرام اور اقبال	۱۰

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

انتساب

بزرگ صغیر پاک و ہند میں اہل سنت و جماعت کی
سب سے بڑی یونیورسٹی اور اپنی ماور علمی
جامعہ اسلامیہ منہاج القرآن کے نام
..... اس خواہش کے ساتھ ع

اے خدا ایں جامعہ قائم بدار
فیض او جاری بود لیل و نہار

(محمود احمد ساتی)

تأثرات

مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری مدظلہ

شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ لاہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

علامہ اقبال بین الاقوامی اسلامی مفکر ہیں ان کے افکار کو پوری دنیا میں حیرت انگیز پذیرائی حاصل ہے، دنیا کی مختلف زبانوں میں ان کے کلام کا ترجمہ ہو چکا ہے۔ ان کے کلام میں زندگی کی حرارت ہے، جو پڑھنے والے کے خون کی گردش کو تیز کر دیتی ہے، یہ ولولہ اور یہ جوش انہیں قرآن پاک کے گہرے مطالعہ سے حاصل ہوا علامہ کہتے ہیں۔

رمز قرآن از حسین آموختیم

ز آتش او شعلہ ہا افروختیم

ہم نے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ سے رمز قرآن سیکھی ہے، اور ان کے جذبہ بے تاب سے ہم نے کئی شعلے روشن کیے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلالت کے اظہار و اعتراف کے ساتھ اس کی بارگاہ میں ان کا شوخ لب و لہجہ نیاز کی بجائے ناز بندگانہ کی عکاسی کرتا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ناز کی بجائے سراپا نیاز دکھائی دیتے ہیں، بزرگان دین خصوصاً پیررومی سے حد درجہ متاثر ہیں، وہ چاہتے ہیں کہ قوم رسول ہاشمی سر تا پا اسلام کے رنگ میں رنگی جائے اور غیر مسلموں کی صنعتی اور سائنسی ترقی کی چکا چوندا سے قطعاً متاثر نہ ہو، وہ مسلمانوں کی رگوں میں جسے ہوئے خون کو ایمان کی لودے کرا نہیں شعلہ جو الہ بنا دینا چاہتے ہیں۔

مسلمان الگ قوم ہیں اور غیر مسلم الگ، خواہ وہ ہندو ہوں یا سکھ اور عیسائی یہی دو قومی

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

نظریہ ہے جس کی بنیاد قرآن اور حدیث پر ہے، اس کے مقابل نظریہ وطنیت ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ ایک ملک کے رہنے والے خواہ وہ مسلمان ہوں یا غیر مسلم ایک قوم ہیں، مولوی حسین احمد مدنی دیوبندی نے جب ایک بیان میں کہا کہ اقوام اوطان سے بنتی ہیں تو علامہ اقبال نے اس کا سخت نوٹس لیا اور مشہور زمانہ اشعار کہے۔

عجم ہنوز نداند رموز دیں ورنہ
زدیوبند حسین احمد ایں چہ بواجبھی است
سرود بر سر منبر کہ ملت از وطن است
چہ بے خبر ز مقام محمد عربی است
بمصطفیٰ برساں خویش رادیں ہمہ اوست
گر باو ز سیدی تمام بولہی است

کانگریسی فکر رکھنے والے قلم کار یہ پروپیگنڈا کرتے ہیں کہ علامہ نے بعد میں مدنی صاحب سے معافی مانگ لی تھی، علامہ کا مقالہ ”جغرافیائی حدود اور مسلمان“ پڑھنے سے پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے جذبات کی رو میں یہ اشعار نہیں لکھے تھے، بلکہ بہت پہلے سے ان کا یہی نظریہ تھا اور وہ پوری شدت کے ساتھ اس پر قائم تھے اور نظریہ وطن کی تردید کرتے تھے۔ علامہ لکھتے ہیں۔

میں نظریہ وطنیت کی تردید اس زمانے سے کر رہا ہوں، جب کہ دنیائے اسلام اور ہندوستان میں اس نظریہ کا کچھ ایسا چرچا بھی نہ تھا، مجھ کو یورپین مصنفین کی تصانیف سے یہ بات اچھی طرح معلوم ہو گئی تھی کہ یورپ کی ملوکانہ اغراض اس امر کی متقاضی ہیں کہ اسلام کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے کے لئے اس سے بہتر اور کوئی حربہ نہیں کہ اسلامی ممالک میں فرنگی نظریہ وطنیت کی اشاعت کی جائے۔

چنانچہ ان لوگوں کی یہ تدبیر جنگ عظیم میں کامیاب بھی ہو گئی اور اس کی انتہا یہ ہے کہ ہندوستان میں اب مسلمانوں کے بعض دینی پیشوا بھی اس کے حامی نظر آتے ہیں، زمانہ کا

۱۔ عبدالواحد سید: مقالات اقبال، آئینہ ادب لاہور (۱۹۸۸ء) ص ۲۶۳

۲۔ ایضاً ص ۲۷۷

الٹ پھیر بھی عجیب ہے۔ ایک وقت تھا کہ نیم خواندہ، مغرب زدہ پڑھے لکھے مسلمان تفریح (انگریز بننے کی فکر) میں گرفتار تھے، اب علماء اس لعنت میں گرفتار ہیں، شاید یورپ کے جدید نظریے ان کے لئے جاذب نظر ہیں۔ مگر افسوس

نونہ گردد کعبہ را رخت حیات

گرز افرونگ آیدش لات و منات ۱

ان کے نظریے کی شدت اور پختگی کا اندازہ ان کلمات سے ہو سکتا ہے۔

یہ نفسیاتی تجزیہ ہے اس تیرہ بخت انسان کا جو اس روحانی جذام (کوڑھ) میں گرفتار ہو

جائے۔ ۲

علامہ کا یہ مقالہ پڑھنے کے بعد کسی طرح بھی یہ تسلیم نہیں کیا جاسکتا کہ انہوں نے اپنے نظریے سے رجوع کر لیا تھا۔

یہی وہ دو قومی نظریہ ہے جس کی بنیاد پر پاکستان معرض وجود میں آیا اور جس کی بھرپور ترجمانی امام ربانی مجدد الف ثانی اور شاہ ولی اللہ کے بعد امام احمد رضا خان بریلوی اور علامہ اقبال نے کی۔

آج اس امر کی شدید ضرورت ہے کہ نئی نسل کو دو قومی نظریہ سے پوری طرح روشناس کرایا جائے، تاکہ انہیں معلوم ہو کہ پاکستان صرف معاشی مقصد کے تحت قائم نہیں کیا گیا تھا، بلکہ اس کی اصل بنیاد یہ تھی کہ ایک ایسا خطہ زمین حاصل کیا جائے جہاں نظام مصطفیٰ کا راج ہو اور مسلمان احکام الہیہ کے مطابق زندگی بسر کریں اور ملک امن و امان کا گہوارہ ہو۔

علامہ اقبال پر بہت کچھ لکھا گیا اور آئندہ بھی لکھا جاتا رہے گا۔ ضرورت محسوس کی جا رہی تھی کہ علامہ کے مذہبی عقائد پر بھی لکھا جاتا، کیونکہ ان کے سیاسی افکار کی بنیاد بھی مذہب ہی ہے۔

عزیز محترم ڈاکٹر محمود احمد ساتی نے پیش نظر کتاب ”اقبال کے مذہبی عقائد“ میں کلام اقبال کی روشنی میں ان کے مذہبی عقائد پیش کیے ہیں اور ثابت کیا ہے کہ علامہ اقبال مسلک اہل سنت و جماعت کے عقائد کا پرچار کرنے والے اور دل کی گہرائی سے ان عقائد کی

۱۔ رحیم بخش شاہین، پروفیسر: اوراق کم گشتہ (لاہور) ص ۶۸-۶۷

(ب) محمد نشا تائش قصوری، مولانا: دعوت فکر (طبع لاہور) ص ۸

حقانیت کے قائل تھے، یہ کتاب اس لائق ہے کہ دینی مدارس اور کالجوں کے طلباء کے نصاب میں شامل کی جائے، کلام اقبال میں سے ایک ایسا انتخاب بھی تیار کرنا چاہئے۔ جس میں انہوں نے نوجوانوں کو اسلامی جوش و جذبہ منتقل کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس جگہ جاوید کے نام علامہ کی وصیت کا کچھ حصہ نقل کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ وہ لکھتے ہیں۔

دینی معاملے صرف اس قدر کہنا چاہتا ہوں کہ میں اپنے عقائد میں بعض جزوی مسائل کے سوا جو ارکان دین میں سے نہیں ہیں، سلف صالحین کا پیرو ہوں۔ اور یہی راہ بعد کامل تحقیق کے محفوظ معلوم ہوتی ہے۔

جاوید کو بھی میرا یہی مشورہ ہے کہ وہ اسی راہ پر گامزن رہے۔ اور اس بد قسمت ملک ہندوستان میں مسلمانوں کی غلامی نے جو دینی عقائد کے نئے فرقے مختص کر لیے ہیں ان سے احتراز کرے۔ بعض فرقوں کی طرف لوگ محض اس واسطے مائل ہو جاتے ہیں کہ ان فرقوں کے ساتھ تعلق پیدا کرنے سے دنیوی فائدہ ہے، میرے خیال میں بڑا بد بخت ہے وہ انسان جو صحیح دینی عقائد کو مادی منافع کی خاطر قربان کر دے۔

غرض یہ ہے کہ طریقہ حضرات اہل سنت محفوظ ہے اور اسی پر گامزن رہنا چاہئے اور ائمہ اہل بیت کے ساتھ محبت اور عقیدت رکھنی چاہئے۔

اللہ تعالیٰ عزیزم ڈاکٹر محمود احمد ساقی کو توفیق عطا فرمائے کہ وہ اپنی تمام تر توانیاں دین متین اور مسلک اہل سنت و جماعت کی تبلیغ و اشاعت میں صرف کر دیں۔

محمد عبدالحکیم شرف قادری

۱۳ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۷ھ

۲۷ ستمبر ۱۹۹۶ء

اوراق کم گشتہ (لاہور) ص ۶۸-۶۷

۱۔ رحیم بخش شاہین، پردیس:

دعوت لکر (طبع لاہور) ص ۸

(ب) محمد منشا شاہین، مولا:

تقریظ

شیخ الحدیث مولانا محمد معراج الاسلام مدظلہ

حضرت علامہ اقبال کو ”حکیم الامت“ اور شاعر مشرق کہا جاتا ہے، کیونکہ انہوں نے اپنی شاعری میں مشرقی اقدار و روایات اور عقائد و نظریات کی بڑے حکیمانہ انداز میں بھرپور عکاسی کی ہے۔ اور دور زوال میں قوم کو یہ فخر و وقار عطا کیا ہے، کہ وہ ایک درختوں کی ماضی کی امین اور قابل فخر روایات کی علم بردار ہے، اس لیے اسے بدیسی نظریات اور تہذیب و تمدن کا در یوزہ گر بننے کی ضرورت نہیں، اسلام نے اسے عز و وقار، قومی افتخار اور روحانی جاہ و جلال بخشا ہے۔ جو اسے ایک باوقار اور بے مثال قوم کی شان عطا کرتا ہے۔ اور قوم رسول ہاشمی کے قابل رشک نام سے موسوم کرتا ہے۔

اقبال کی شاعری کی انفرادیت یہ ہے کہ وہ شاعری کم اور پر جوش پیغام زیادہ ہے۔ وہ اس کے ذریعے قوم کی مردہ رگوں میں گرم لہو دوڑانا چاہتے ہیں اور پستی سے اٹھا کر بام عروج تک پہنچانے کے متمنی ہیں، ان کی خواہش ہے کہ یہ مردہ قوم غلامانہ اطوار کی خوگر نہ بنے، بلکہ زندہ قوموں کا شعار اپنائے اور اقوام عالم کی صف میں ان کے دوش بدوش کھڑے ہو کر اپنا لوہا منوائے، اپنے تشخص، مقام و مرتبے اور اقدار و روایات پر آنچ نہ آنے دے، اور اپنے بانگمیں اور نیمثال رویے سے ثابت کر دے کہ وہ ایک آزاد قوم ہے۔

اقبال کے نزدیک یہ مقام و مرتبہ، اور اعزاز و تفوق حاصل کرنے کی ایک ہی صورت ہے کہ وہ غلامی رسول کا قلابہ گلے میں ڈال لے اور نسبت رسول کو سب سے بڑا اعزاز جانے اور محبت رسول کو دل کی گہرائیوں میں جاگزیں کر لے۔

یہ نسبت و محبت اور غلامی ہی وہ قوت ہے جو اسے بے مثل و اعلیٰ، سچا سچا مومن، اور پکا ایماندار بنا سکتی ہے یہی وہ روح تو انا ہے جو اس کے جسد ناتواں کو، حیات تازہ عطا کر سکتی

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

ہے، اور سراونچا کر کے چلنے کے قابل بنا سکتی ہے۔ چنانچہ اقبال نے اپنی شعری توانائیاں اسی پیغامِ رحمت و محبت کو عام کرنے کے لئے وقف کر دیں، اور قوم کو درس دیا کہ وہ عشقِ رسالت کو اپنی عملی زندگی میں نافذ کرے، یہی معراجِ انسانیت ہے۔

بمصطفیٰ برسائے خویش را کہ دین ہمہ اوست

گر باو نرسیدی تمام بو لہیست

اقبال خود کو شاعر نہیں بلکہ مصطفوی پیغامِ رسالت سمجھتے تھے، شاعری ان کے نزدیک فقط پیغامِ رسالتی کا ایک مؤثر ذریعہ تھی جو ان کے محبت و حکمت سے لبریز نظریات کی ترجمان تھی، مگر احباب انہیں شاعر کہنے پر مصر تھے، جس کا انہوں نے بارگاہِ رسالت میں شکوہ بھی کیا۔

من اے میر عرب داد از تو خواہم

مرا یاراں غزل خوانے شمر دند

چونکہ اقبال کے ہاں، ذاتِ رسالت کے ساتھ وابستگی، احیاء و ارتقاء کے لئے انتہائی ضروری ہے۔ اس لیے انہوں نے سرکارِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو ”مرکزِ محبت“ کی حیثیت سے پیش کیا ہے۔ اور بڑے والہانہ انداز میں سرکار کا تذکرہ کیا ہے، جس سے ایمان میں تازگی اور عشق میں بالیدگی پیدا ہوتی ہے، اور انسان قرب و حضور کے مزے لوٹنے لگ جاتا ہے۔

ذاتِ رسالت کے ساتھ جذباتی و روحانی اور ایمانی وابستگی کا تقاضا ہے کہ امتی ان کے بے مثل خصائص و فضائل اور وہی کمالات پر ایمان لائے، ان کے ساتھ روحانی تعلق پر ناز کرے، اور روحانی امداد و اعانت اور خصوصی نگاہِ کرم کا طالب ہو، اقبال ایک ایسے ہی طالبِ صادق اور عاشقِ امتی تھے۔ اور اپنے آقا کے حضور خصوصی نسبت کی بنا پر، روحانی و نورانی فیوض و برکات کے لئے درخواست پیش کرتے رہتے تھے، اور انہیں خوشتر و زیبا تر و محبوب تر سمجھتے تھے۔

عام قارئین کی نظر سے فکر اقبال اور اس کے عقائد و نظریات کا یہ پہلو واضح و نمایاں ہونے کے باوجود، یکجا نہ ہونے کی وجہ سے پردہٴ اخفا میں تھا، ضرورت تھی کہ اس پہلو سے بھی کلام اقبال کا مطالعہ کیا جائے، تاکہ اس کے عشق و محبت پر مبنی عقائد سب کے سامنے آجائیں۔

ڈاکٹر محمود احمد ساقی، قابل مبارکباد ہیں کہ انہوں نے اس ضرورت کو بروقت محسوس کیا، اور جسمانی دوا دارو کے ساتھ روحانی دوا دارو کی طرف بھی توجہ دی، اور وقت نکال کر اس موضوع پر افکار اقبال کو یکجا کیا، احباب اہلسنت یقیناً ان کی اس کوشش کو سراہیں گے، اور مصروفیت کے باوجود اس کاوش کے لئے وقت نکالنے کی داد دیں گے، مولیٰ تعالیٰ ان کی اس کوشش کو قبول فرمائے، اور احباب اہلسنت کے لیے مفید بنائے، آمین۔

محمد معراج الاسلام

تقریظ سہیل

پروفیسر سہیل احمد قادری

علامہ اقبال کے فکرو فن، شخصیت اور خصوصاً شاعری پر بڑی بڑی ضخیم کتابیں لکھی گئی ہیں مگر ”تفہیم اقبال“ کا پہلو ان میں بہت کم پیش نظر رکھا گیا ہے یہ بات مسلمہ ہے کہ علامہ کے فکر و فلسفہ کا حاصل رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مبارکہ ہے۔ لیکن اس موضوع پر یا تو اقبال کا فارسی میں اظہار تفہیم اقبال کے لیے سدراہ بنایا پھر جن لوگوں نے اقبال پر لکھا انہوں نے علامہ کے مقصود کو اتنی اہمیت نہ دی جتنی کہ دینی چاہیے تھی۔ اس موضوع پر صرف پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری صاحب کی دو مستقل تصانیف اقبال کا تصور عشق اور اقبال اور پیغام عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم راقم کی نظر سے گزری ہیں جو کہ اس موضوع پر بہترین راہنمائی فراہم کرتی ہیں۔ اب ضرورت تھی کہ اس موضوع پر کوئی ایسا شخص قلم اٹھائے جو اس موضوع کے ساتھ انصاف کر سکے۔

مجھے خوشی ہے کہ یہ سعادت علامہ ساقی صاحب جیسے جدید و قدیم علوم سے بہرہ ور شخص کے حصہ میں آئی ہے۔ موصوف نے واقعہً اس موضوع کا حق ادا کر دیا ہے۔ ساقی صاحب جہاں یونیورسٹی سے ماسٹر ڈگری رکھتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ جامعہ نظامیہ رضویہ جیسی قدیم دینی درس گاہ سے فارغ التحصیل ہیں۔ زیر نظر کتاب میں عقائد اقبال کی توضیح دس (۱۰) عنوانات کے تحت کی گئی ہے۔ اس لیے کہیں کہیں طلباء کی تفہیم کے لیے سوال جواب کا طریقہ اختیار کیا گیا ہے جو کہ کتاب کی مزید افادیت کا باعث ہے۔ کیونکہ یہ کتاب جامعہ اسلامیہ پاکستان کے نصاب میں بھی شامل ہے۔ اس لیے یہ طریقہ طلباء کے لیے زیادہ مفید رہے گا۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

ساتی صاحب راسخ العقیدہ سنی عالم دین ہیں۔ اس لیے انہیں ہر وقت سنی عقائد کی ترویج و اشاعت کی فکر دامن گیر رہتی ہے۔ اس تصنیف میں بھی یہی فکر روح کی طرح سرایت کئے ہوئے ہے۔ میرے خیال میں یہی فکر انہیں رات بھر سونے نہیں دیتی اور دن کو چین سے بیٹھنے نہیں دیتی۔ یہی فکر ان کی دوسری طبع شدہ کتب سے ظاہر ہے۔ ان کی دیگر کتب حسب ذیل ہیں:

۱۔ تاریخی مناظرے۔

۲۔ اسلامی عقائد قرآن و سنت کی روشنی میں۔

۳۔ آداب شیخ کی شرعی حیثیت،

۴۔ حاضر و ناظر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

۵۔ ترجمہ القول البدیع

۶۔ ایمان والدین مصطفیٰ اور قرآن

۷۔ اقبال و احمد رضا کے فکری زاویے

۸۔ اقبال اور موجودہ فرقہ واریت کا حل

زیر نظر تصنیف میں بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس کے بارے میں مسلمان اور صحیح سنی العقیدہ شخص کا جو عقیدہ ہونا چاہیے۔ اسے علامہ اقبال علیہ الرحمہ کے فکر و فلسفہ کے حوالہ سے بیان کیا گیا ہے۔ ساتی صاحب کی درس نظامی کے مضامین پر گرفت بڑی مضبوط ہے۔ میں نے خود کئی دفعہ ان کے جامعہ میں اسباق کی سماعت کی ہے۔ عربی، فارسی، اردو کے ہزاروں اشعار انہیں یاد ہیں۔ غالباً خود بھی شاعری کرتے ہیں۔ لیکن مخصوص لوگوں کے سوا کسی سے اس بات کا ذکر نہیں کرتے۔

جامعہ اسلامیہ پاکستان میں علامہ ساتی صاحب سے مل کر علامہ عبدالحکیم اختر شاہ جہان پوری علیہ الرحمہ بڑی شدت سے یاد آتے ہیں۔ ساتی صاحب کی باتوں سے علم دوستی کا وہی لہجہ اور وہی خوشبو محسوس ہوتی ہے جو علامہ علیہ الرحمہ ہی کا خاصہ تھا۔ میں نے ایک عرصہ تک

علامہ اختر شاہ جہان پوری علیہ الرحمہ سے کسب فیض کیا ہے۔ بلکہ مجھے درسِ نظامی کی تحصیل پر راغب کرنا انہیں کی شفقتوں کا نتیجہ ہے۔ علامہ کی علمی مجلس اہل شوق کے لئے بہت بڑی رحمت تھی۔ جسے ساقی صاحب نے دوبارہ آباد کیا ہے۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ میرے دونوں صاحبان میں فکرِ رضا قدر مشترک ہے۔ میں یہ کہنے میں عار محسوس نہیں کرتا، علامہ عبد الحکیم اختر شاہ جہان پوری علیہ الرحمہ کے بعد میں نے امام اہل سنت امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ کے فیضان کا امین علامہ ڈاکٹر محمود احمد ساقی صاحب کو پایا ہے۔

اس کتاب میں چند اہم سوالوں کے مدلل و مسکت جواب ہیں۔ قارئین یقیناً میری طرح لہجے کی جدت اور اسلوب کی ندرت کو سراہیں گے۔ اس کتاب کے اسلوب کی تحسین شیخ الحدیث مولانا معراج الاسلام صاحب، پروفیسر ملک ظہور الہی صاحب، ملک التحریر محمد عبدالحق ظفر چشتی صاحب، علامہ ظہور اللہ صاحب اور حافظ محمد اعظم صاحب نے راقم کے سامنے بیان فرمائی۔

ساقی صاحب اپنی جیب سے کتابیں طبع کراتے ہیں۔ سنی رضوی جامع مسجد میں خطابت، جامعہ اسلامیہ میں تدریس اور مختلف مساجد میں دروس قرآن۔ یہ خدمت ذریعہ معاش نہیں ہے بلکہ ایک فرض سمجھ کر ادا کرتے ہیں۔ ہمارے اکابرین صوفیاء کا یہی طریقہ رہا ہے۔ جس پر ساقی صاحب سختی سے عمل پیرا ہیں۔ ایسے میں مسلکی و مذہبی موضوعات پر کتابیں لکھنا اور چھاپنا انہی کا خاصہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس سعی و کوشش کو قبول فرمائے۔ آمین بجاہ سید الانبیاء والمرسلین۔

سہیل احمد قادری

ایم۔ ایس۔ سی ریاضی

R-327 ماڈل ٹاؤن لاہور

تقریظ

علامہ حافظ مبشر احمد

اللہ تعالیٰ نے اپنا ضابطہ ہدایت انسانوں کی وساطت سے دوسرے انسانوں تک بھیجا۔ جس انسان کی وساطت سے خدا کی کتاب دوسرے انسانوں کو ملتی ہے۔ اسے خدا کا رسول (پیغامبر) کہا جاتا ہے۔

یہ رسول خدا کا پیغام انسانوں تک پہنچاتا اور اس کے ساتھ اس پر عمل کر کے دکھاتا اور اس طرح انسانی معاشرہ کو ان خطوط پر متشکل کرتا ہے جو اس ضابطہ خداوندی کا مقصود تھا۔

اس ذات اقدس و اطہر کی سیرت طیبہ پر نگاہ ڈالیے جس نے انسانوں کو اس طرح خدائی کے رنگ میں رنگ دیا کہ ان کے ہاتھ تقدیر بن گئے اور پھر سوچئے کہ کیا دنیا میں کوئی اور انسان بھی ہے جو اتنے بلند مقام پر کھڑا انسانیت کو اس معاشرہ کی طرف دعوت دے رہا ہے جسے اقبال جیسا صاحب فکر شخص ”اشہب دوراں“ قرار دیتا ہے۔ ہر چند وہ ذات گرامی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے عظمت مقام کے لیے انسانی تائیدات و سندت کی محتاج نہیں لیکن جسے اس قسم کی تائید اور سند درکار ہو وہ اس باب میں ایک غیر مسلم مؤرخ کی شہادت سن لے اور خود دیکھ لے کہ جنہوں نے اس بے مثال رسول کا غیر جانبدار مطالعہ کیا ہے وہ اس باب میں کس نتیجے پر پہنچتے ہیں (LAM ARTCIRE) لکھتا ہے:

”دنیا میں کسی انسان نے برضا و رغبت یا طوعاً و کرہاً محمد ﷺ

کے نصب العین سے بلند نصب العین اپنے سامنے نہیں رکھا۔“

یہ نصب العین عام انسانی سطح سے بہت بلند تھا۔ مافوق البشر نصب العین۔

یہ نصب العین کیا تھا؟ خدا اور بندے کے درمیان جو توہمات کے پردے حائل ہو چکے

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

تھے انہیں ایک ایک کر کے اٹھا دینا اور اس طرح خدا کو انسان کے سینے میں سمودینا اور انسان کو خدائی صفات کے رنگ میں رنگ دینا اور باطل خداؤں کے ہجوم میں ایک منزہ خدا کا مقدس اور معصوم تصور پیش کرنا آج تک کبھی کسی انسان نے اس کی ہمت نہیں کی کہ اس قسم کے عظیم الشان کام کا بیڑہ اٹھائے جو اس طرح انسانی بس سے باہر ہو اور اس کے ذرائع اس قدر مسدود ہوں۔

اس لیے کہ نہ اس وقت جب اس نے اہم فریضہ کا تصور کیا تھا اور نہ اس وقت جب اس کی عملی تشکیل کے لیے قدم اٹھایا تھا۔ اس کے پاس اپنی ذات یا صحرا کے ایک گوشے میں بسنے والے مٹھی بھر انسانوں سے زیادہ کوئی ساز و سامان اور ذریعہ اور وسیلہ تھا۔

اس فقدانِ ذرائع کے ساتھ آج تک کبھی کسی انسان نے دنیا میں اس قسم کا عظیم وہمہ گیر انقلاب پیش نہیں کیا، وہ انقلاب جس کا نتیجہ یہ تھا کہ دو سو سال کے اندر اندر اسلام عملاً اور اعتقاداً تمام عرب پر حکمرانی کر رہا تھا اور اس لیے خدا کے نام پر ایران، خراسان، مغربی ہندوستان، شام، مصر، حبش، شمالی افریقہ کا وہ تمام علاقہ جو اس وقت تک معلوم ہو سکا تھا، نیز بحر روم کے متعدد جزائر اور ہسپانیہ تک کو فتح کر لیا۔

اگر نصب العین کی بلندی، وسائل کی کمی اور نتائج کی درخشندگی انسانی (Human Genius) کا معیار ہیں تو وہ کون ہیں جو اس باب میں محمد کے مقابلہ میں کسی اور انسان کو پیش کرنے کی جرأت کر سکے۔

دنیا کے اور بڑے بڑے انسانوں نے اسلحہ، قانون یا سلطنتیں پیدا کیں وہ زیادہ سے زیادہ مادی قوتوں کی تخلیق کر سکے جو اکثر اوقات خود ان کی آنکھوں کے سامنے راکھ کا ڈھیر ہو کر رہ گئیں لیکن اس انسان نے صرف جیوش و عسا کر، مجالس قانون ساز و وسیع سلطنتوں، قوموں اور خاندانوں کو ہی حرکت نہیں دی بلکہ ان کروڑوں انسانوں کے قلوب کو بھی جو اس زمانہ کی آباد دنیا کے ایک تہائی حصہ میں بستے تھے اور ان سے بھی کہیں زیادہ اس کی شخصیت نے قربان گا ہوں، دیوتاؤں، مذاہب و مناسک تصورات و معتقدات بلکہ روحوں تک کو بدل دیا۔

اس نے ایک ایسی کتاب کی اساس پر جس کا ایک ایک لفظ قانون کی حیثیت رکھتا ہے، ایک ایسی قومیت کی بنیاد رکھی جس نے دنیا کی مختلف نسلوں اور زبانوں کے امتزاج سے ایک امت واحدہ پیدا کر دی۔ یہ لافانی امت اور باطل کے خداؤں سے سرکشی اور بیزاری اور ایک خدائے وحدہ کے لیے والہانہ جذب و عشق، یہ ہیں دنیا میں اس عظیم ہستی کی یادگاریں۔

افسانوی خداؤں کے ہجوم میں ایک خدا کے تصور کا اعلان بجائے خویش ایک ایسا معجزہ تھا کہ جونہی یہ الفاظ اس مناد کی زبان سے نکلے اس نے تمام باطل خداؤں کی عبادت گاہوں کو ختم کر دیا اور ایک تہائی دنیا میں آگ لگا دی۔

اس کی زندگی، اس کی فکری کاوشیں، توہم پرستی کے خلاف اس کی مجاہدانہ جدوجہد اور باطل خداؤں کے غیظ و غضب کو استحقار کی ہنسی سے ٹھکرا دینے کی عظیم جرأت، مکی زندگی میں متواتر تیرہ برس تک تمام مصائب و نوائب کے مقابلہ میں استقلال، مخالفین کی تکذیب و تضحیک کا خندہ پیشانی سے استقبال یہ تمام مشکلات اور پھر ان کے بعد اس کی ہجرت اس کی مسلسل دعوت و تبلیغ، اس کا غیر منقطع جہاد، اپنے مقصد کی کامیابی پر یقین محکم اور نامساعد حالات میں اس کی مافوق البشر جمعیت خاطر، فتح و کامرانی میں تحمل و عفو، سلطنت سازی کے لیے نہیں بلکہ اپنے الوہیاتی مقصد کی کامیابی کے لیے اس کی امنگیں اور آرزوئیں وجد و کیف کی دنیا میں اس کی متواتر نمازیں اور دعائیں، اپنے اللہ سے راز و نیاز کی باتیں، اس کی حیات، اس کی ممات اور بعد از موت اس کی مقبولیت، یہ تمام حقائق کس قسم کی زندگی کی شہادت دیتے ہیں؟ کیا ایک مکذّب یا مفتری کی زندگی کی یا ایسے انسان کی زندگی کی جس کا اپنے دعوے کی حقانیت پر غیر متزلزل ایمان ہو، اس کا یہی کوہ شکن ایمان تھا۔ جس نے اس میں ایسی لرزہ انگیز اور بے پناہ قوت پیدا کر دی تھی کہ اس نے اپنے عقیدہ کو زندہ اور پائندہ بنا کر دکھا دیا۔

یہ عقیدہ کیا تھا؟ خدا کی توحید اور باطل کی تکذیب

اول الذکر یہ بتانے کے لیے کہ خدا کیا ہے اور ثانی الذکر اس کی وضاحت کے لیے کہ

خدا کیا نہیں؟

وہ لا اور یہ لا

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

ایک حصہ دنیا سے باطل خداؤں کو مٹانے کے لیے (خواہ اس میں تلوار کی ضرورت کیوں نہ پڑے) اور دوسرا حصہ خدائے حقیقی کی حکومت بچھانے کے لیے بہت بڑا مفکر، بلند پایہ خطیب، پیغامبر، مقنن سپہ سالار، تصورات و اعتقادات کا فاتح، صحیح نظریہ حیات کو علی وجہ البصیرت قائم کرنے کا ذمہ دار اس نظام کا بانی جس میں باطل خداؤں تک کی دنیا میں رسائی نہ پاسکیں۔ بیس دنیاوی سلطنتوں اور ان کے اوپر ایک آسمانی بادشاہت کا بانی، یہ ہے مُحَمَّد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

ان تمام معیاروں اور پیمانوں کو اپنے ساتھ لے آؤ جن سے انسانی عظمت و بلندی کو ماپا اور پرکھا جاسکتا ہے اور اس کے بعد ہمارے اس سوال کا جواب دو کہ..... کیا دنیا میں اس سے بڑا انسان بھی کوئی ہوا ہے؟

LAMARTINE HISTORIE DE LA TURQUIE

(Vol 11 - PP 276 - 277)

اور ان تمام انسانی شہادتوں سے بلند شہادت، کہ جس سے بلند تر شہادت اور کوئی نہیں ہو سکتی، خود خالق کائنات کی شہادت ہے جس نے فرمایا:

وَهُوَ بِالْأَفْقِ الْأَعْلَى (پ ۵۳/۷)

(مُحَمَّد) صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم انسانیت کے بلند ترین مقام پر فائز ہے۔ انسانیت کے معراج کبریٰ اور شرفِ اعلیٰ کا یہی وہ مقام ہے جس کے پیش نظر خدا اور اس کے فرشتے اس ذاتِ گرامی پر ہزار تحسین و تبریک کے پھول نچھاور کرتے ہیں۔

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا

زیر نظر تالیف اقبال کے مذہبی عقائد میں ایک ”پڑھے لکھے“ شخص یعنی علامہ ڈاکٹر محمد اقبال کے نظریات و عقائد کو بیان کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ ہر کسی کو یہ نظریات و عقائد اپنانے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

مبشر احمد

جامعہ اسلامیہ فاروقیہ لاہور۔

تقریظ

ڈاکٹر غلام شبیر قادری

اقبالیات جیسے ادق موضوع پر لکھنا یا اظہار خیال کرنا وسیع مطالعہ کا متقاضی ہے۔ چونکہ اقبالیات ایک مستقل مضمون بن چکا ہے۔ اس لیے اس میدان میں وہی لوگ قدم رکھتے ہیں جو اس میدان کی طویل مسافتوں کی صعوبتیں برداشت کرنے کا حوصلہ رکھتے ہوں۔

اقبال پر لکھنے والوں کے لیے درج ذیل شرائط ضروری ہیں:

۱۔ عربی، اردو، انگریزی اور فارسی پر مکمل عبور،

۲۔ تاریخ اسلام سے مکمل آگاہی،

۳۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے تعلق عشقی۔

ڈاکٹر محمود احمد ساقی صاحب کی کتاب ”اقبال کے مذہبی عقائد“ تفہیم فکر اقبال کے لیے ایک قابل قدر تصنیف ہے۔ ڈاکٹر صاحب سے میرا تعلق دس برسوں پر محیط ہے۔ مختلف مدارس میں درس نظامی کی تحصیل سے لے کر پنجاب یونیورسٹی تک تعلیمی عمل میں ہمارا ایک لمبا ساتھ رہا ہے۔ تدریس کا شعبہ ہم دونوں کا پسندیدہ شعبہ ہے۔ اس میں بھی اکٹھے کام کرتے رہے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کی تدریس میں تفہیم کا ایک خاص انداز پایا جاتا ہے۔ دس برس میں جتنا قریب ہم دونوں رہے ہیں شاید ہی کوئی اتنا قریب رہا ہو۔

ڈاکٹر صاحب کی تعلیمی قابلیت مسلمہ ہے۔ آپ ایک مخلص دوست اور خیر خواہ ہونے کے ساتھ ساتھ ایک صائب الرائے شخص بھی ہیں۔ ہر معاملے میں دو ٹوک موقف رکھتے ہیں۔ دو آراء رکھنے کو سخت ناپسند کرتے ہیں اور ناپسندیدگی کے یہ نظریات اتنے پختہ ہیں کہ

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

ایک دوست کے قول کے مطابق:

”ساتی صاحب کا تعلیم بھی کچھ نہیں بگاڑ سکی۔“

ان کا دوستوں سے حسن سلوک اور پیار محبت ہمارے لیے ہمیشہ قابل رشک رہا۔ آپ ایک وسیع المطالعہ شخص ہیں۔ اس مطالعہ کی بنیاد پر ان کے نظریات اتنے پختہ ہیں کہ اکثر لوگ اسی وجہ سے ان سے نالاں ہیں۔

ان کی رائے میں جہاں اخلاص و خیر خواہی ہوتی ہیں وہاں اس کے پیچھے وسیع مطالعہ بھی کارفرما ہوتا ہے۔ جو نظریات پر ثابت قدم رہنے میں معاون ہوتا ہے۔

زیر نظر کتاب میں اقبالیات کے شائقین کو جہاں اقبال کو سمجھنے میں مدد ملے گی وہاں ڈاکٹر صاحب نے جس تفہیمی انداز میں اقبال کے خیالات کو پیش کیا ہے۔ میرے خیال میں اقبالیات کے میدان میں یہ کتاب ایک نیا اضافہ ہے اس انداز میں اقبال پر اس سے قبل نہیں لکھا گیا۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ علامہ صاحب پر اپنا فضل و کرم اسی طرح جاری رکھے اور یہ نئی نسل کی تعلیم و تربیت کے لیے اسی طرح خدمت کرتے رہیں۔ آمین۔

بجاہ سید الانبیاء والمرسلین۔

(ڈاکٹر) غلام شبیر قادری

عرض ساقی

لگا کوئی ضرب اس ادا سے کہ ٹوٹ جائیں دلوں کی مہریں
تری قسم تنگ آ گئے ہیں سکوتِ پنہاں سے لوگ ساقی

لکھنے میں دکھن ہے اور پڑھنے میں دکھ ہے۔ بولنے میں سینے کا آزار ہے اور سننے میں
اداسی ہی اداسی ہے۔ میرا وجود گھاٹا ہے۔ تمہارا وجود گھاٹا ہے۔ میرا اور تمہارا شہود بھی گھاٹا
ہے۔ میں اور تم گھاٹے کے کاروباری اور گھاٹے کے بیوپاری ہیں۔ میرے بولنے کا کچھ
حاصل ہے اور نہ تمہارے سننے کا۔ نہ میرے لکھنے کا کچھ حاصل ہے، نہ تمہارے پڑھنے کا،
سب کچھ مایا ہے۔ سب کچھ مایا ہے۔

وہ لوگ جنہیں تم بڑا سمجھتے ہو وہ بہت چھوٹے ہیں۔ میں نے انہیں بہت نزدیک سے
دیکھا ہے۔ اپنی جھنجھلاہٹ میں انہیں بار بار ٹوکا ہے۔ میں نے ان کی جیب کو ان کے منہ
میں روکا ہے اور مسلسل روکے رکھا ہے۔

میرے لوگو! تحریک پاکستان بلکہ سرے سے پاکستان ہی کے مخالف تمہارے شہروں کے
کو تو ال بن گئے۔ گویا تمہارے چوکیدار ڈکیٹ ہیں۔ تمہارے مسیحا مرلیض ہیں اور تمہارے
دادرس قاتل ہیں۔ یہ لوگ تمہارے وجود اور تمہارے شہود کی سب سے بڑی بدبختی ہیں۔

قصہ کوتاہ یہ کہ میں اور تم وہاں رہتے ہیں جہاں کے حاکم بدمعاش اور حکیم بھی
بد..... معاش! میں بولتا ہوں تم سنتے ہو، میں لکھتا ہوں تم پڑھتے ہو۔ پر اس بولنے اور سننے
اور اس لکھنے اور پڑھنے کی غرض کیا ہے؟ کبھی سوچا؟

اب میری کہن یہ ہے کہ مجھے اور تمہیں کھل کر بات کرنی چاہئے۔ ہم کھل کر بات نہ
کرنے کے روگی ہو گئے ہیں۔ ہم ایک دوسرے ہی سے نہیں خود اپنے آپ سے بھی بے

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

تکان جھوٹ بولتے ہیں اور اسے سچ کی ترازو میں تولتے ہیں، سنو اور سمجھو! اس کتاب کے عنوان درج ذیل ہیں:

- ۱- میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اقبال کا عقیدہ۔
- ۲- حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اقبال کا عقیدہ۔
- ۳- نورانی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اقبال کا عقیدہ۔
- ۴- المدد یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اقبال کا عقیدہ۔
- ۵- حاضر و ناظر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اقبال کا عقیدہ۔
- ۶- در رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حاضری اور اقبال کا عقیدہ۔
- ۷- زیاراتِ قبور اور اقبال کا عقیدہ۔
- ۸- تصرف اولیائے کرام علیہم الرحمہ اور اقبال کا عقیدہ۔
- ۹- محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اقبال کا عقیدہ۔
- ۱۰- بدعقیدہ و بد مذہب اور اقبال کا عقیدہ۔

ان عنوانات کے تحت اقبال نے جھوٹ کو ادھیڑ دیا ہے اور سچ کو بن دیا ہے۔

میرے لکھے کو پڑھنے اور بولنے کو سننے والے پڑھ اور سن!

یہ عنوان میری یا اقبال کی تراش نہیں ہیں۔

یہ عنوان تو ہمیشہ سے مسلمانوں کی وظائف میں شامل رہے ہیں۔

یہ عنوان حرزِ جاں، وردِ زباں بن کر قلم مسلمانوں کی مشقتوں کا حاصل رہے ہیں۔

یہ عنوان عظیم الشان کتابوں کے اخص الخواص موضوع رہے ہیں۔

بلکہ مسلمان کے عقیدے کی روح رہے ہیں۔ ہاں..... ہاں روح جس کے بغیر جسم

صرف قابلِ دفن ہوتا ہے۔ صرف قابلِ دفن۔

ایک ایمان سوز آندھی چلی تھی..... اس آندھی کی زد میں خرد خود رو گھاس سے زیادہ

بے وقعت ہو گئی تھی۔ مذہبی جرائم پیشہ دندناتے ہوئے ہاتھوں میں وحشی قلم لیے کتابوں کی

پشت پر سوار ہو کر، ہاں ایمان سوز کتابوں کی پشت پر سوار ہو کر..... رقصِ ایماں سوز کرتے
مسلمان کے شہر ایماں میں داخل ہو گئے تھے۔

یہ مذہبی ناسور دریائے ایمان کے پانی کو پانی کرنا چاہتے تھے۔ روحانیت کے تاج محل
میں اپنی کینسر زدہ سوچ کی اینٹیں لگانا چاہتے تھے۔ یہ بڑا کڑا وقت تھا اس وقت منافقت کا
نام حکمت و مصلحت نہ تھا۔ اس وقت جھوٹ کو ادھیڑ نے اور سچ کو بننے والے لوگ موجود
تھے۔ انہیں لوگوں میں ایک اقبال بھی ہے جو حکیم الامت کہلاتا ہے۔ لیکن میں اسے حکیم
الامت کے ساتھ ساتھ روحانی کینسر کا معالج بھی سمجھتا ہوں۔

روحانی کینسر

کینسر نمبر ۱:

جو ان کارناموں کا مختار ہے اس کا نام اللہ ہے۔ محمد یا علی نہیں۔ اور جس کا نام محمد یا علی
ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔ انسان آپس میں سب بھائی ہیں جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی سو
اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے۔
(شاہ اسماعیل شہید۔ تقویۃ الایمان ص ۶۸: ۹۸)

اقبال کا عقیدہ:

وہ دانائے سبل، مولائے کل ختم الرسل جس نے
غبارِ راہ کو بخشا فروغِ وادی سینا

نگاہِ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر
وہی قرآن وہی فرقاں وہی یسین وہی طہ

(بال جبریل: ۴۱)

کینسر نمبر ۲:

اس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں ایک حکم کن سے چاہے تو کروڑوں نبی، ولی،

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

جن اور فرشتے جبرائیل اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر پیدا کر ڈالے۔ (تقویۃ الایمان ص ۵۵)

اقبال کا عقیدہ:

رخِ مصطفیٰ ہے وہ آئینہ کہ اب ایسا دوسرا آئینہ
نہ ہماری بزمِ خیال میں نہ دکانِ آئینہ ساز میں

کینسر نمبر ۳:

زنا کے وسوسے سے اپنی بی بی کی مجامعت کا خیال بہتر ہے اور شیخ یا اسی جیسے بزرگوں
کی طرف خواہ جناب رسالت مآب ہی ہوں اپنی ہمت کو لگا دینا اپنے نیل اور گدھے کی
صورت میں مستغرق ہونے سے بُرا ہے۔ (صراطِ مستقیم ص ۸۶، ۱۳۶، سید احمد شہید)

اقبال کا عقیدہ:

شوق تیرا اگر نہ ہو میری نماز کا امام
میرا قیام بھی حجاب میرا سجود بھی حجاب

(ضربِ کلیم: ۱۱۳)

کینسر نمبر ۴:

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مرکزِ مٹی میں مل گئے۔
(تقویۃ الایمان ص ۵۷، مطبوعہ میر محمد کتب خانہ کراچی)

کینسر نمبر ۵:

انبیاء اپنی امتوں سے ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں باقی رہا عمل تو اس میں
بسا اوقات امتی مساوی ہو جاتے ہیں بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔ (تخذیر الناس ص ۵، مطبوعہ کتب خانہ رحیمیہ)

کینسر نمبر ۶:

”اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیہ
محمدی ﷺ میں کچھ فرق نہ آئے گا چہ جائے کہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض
کیجئے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے۔“
(تخذیر الناس ص ۲۸)

کینسر نمبر ۷:

”دروغ صریح بھی کئی طرح پر ہوتا ہے جن میں ہر ایک کا حکم یکساں نہیں اور ہر قسم (سے) کے نبی کو معصوم ہونا ضروری نہیں..... بالجملہ علی العموم کذب کو منافی شان نبوت بایں معنی سمجھنا کہ یہ معصیت ہے اور انبیاء علیہم السلام معاصی سے معصوم ہیں خالی غلطی سے نہیں۔“ (تصفیۃ العقائد ص ۲۲-۲۳)

کینسر نمبر ۸:

”الحاصل امکان کذب مراد دخول کذب تحت قدرت باری تعالیٰ ہے..... پس مذہب جمیع محققین اہل اسلام و صوفیا کرام و علمائے عظام کا اس مسئلہ میں یہ ہے کہ کذب داخل تحت قدرت باری تعالیٰ ہے۔“ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۱۰)

کینسر نمبر ۹:

آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا۔ اگر بقول زید صحیح ہو تو در یافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات اور بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔“ (حفظ الایمان ص ۸)

عجم ہنوز نداند رُموزِ دیں ورنہ
زیدیو بند حسین احمد ایں چہ بوالعجبی ست!
سرود بر سر منبر کہ ملت از وطن است
چہ بے خبرز مقامِ محمد عربی ست!
بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر باد نرسیدی تمام بولہبی ست!

(ارمغان حجاز: ۲۷۸)

میرے پیارے قاری۔ ذرا سوچ اقبال نے اس کینسر زدہ سوچ کے کس طرح بجھے ادھیڑے ہیں۔ ان کے برعکس ساقی کیا سوچتا ہے؟ کیا کہتا ہے؟ وہ بھی سن لے۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

اظہارِ بندگی

اس قدر کون محبت کا صلہ دیتا ہے

اس کا بندہ ہوں جو بندوں کو خدا دیتا ہے

يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ!

آپ میری آبرو ہیں۔

میری پہچان

میرا وقار

میرا بدبہ

میرا رعب

میری چھب

میری پت

میری آن

آپ کے ذکر سے قائم ہے۔ آپ میرے ایمان کی جان ہیں۔

میرا نظریہ

میرا عقیدہ

میرا دین

میرا یقین

آپ ہیں۔ صرف آپ۔

آپ کے دامنِ رحمت کا سایہ جنت کی ٹھنڈی چھاؤں سے بھی گھنا اور مسرور کن ہے۔

آپ میری آرزو ہیں اور یہی میرے دل کی معصوم سی آرزو ہے۔ کتنی خوشگوار آرزو

ہے؟ آپ ہی میرا خواب ہیں اور اس حسین خواب کی تعبیر بھی آپ۔

میرا نغمہ

میرا ساز

میری آواز، سب کچھ آپ ہیں۔

میں نے یہ چند الفاظ سیدھے کیے ہیں یہ بڑی عزت کی بات ہے کہ مجھ جیسا حقیر، کم علم اور بے قرینہ شخص بھی آپ کی بارگاہ میں تحفہ بھیج سکتا ہے۔ یہ میرے لیے بہت بڑا منصب ہے یہ دولت

یہ وجاہت

یہ سطوت

یہ حوصلہ

یہ ولولہ

یہ طنطنہ

یہ نور

یہ اعزاز

آپ کے علاوہ کوئی اور نہ دے سکتا تھا۔

یہ اعزاز میرا عرفان، گیان اور وجدان ہے۔

آپ میرے آقا ہیں۔ میرے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم..... ایسے آقا کہ آپ پر میرے ماں باپ بھی قربان۔..... میرے بہن بھائی اور میرا سارا اثاثہ آپ پر صدقے..... آپ مالک ہیں..... باقی سب غلام سر تا پا غلام..... جسم و روح کا چلن..... صحیح چلن ہے ہی آپ کی غلامی میں..... صرف آپ کی غلامی میں۔

آپ تو اس وقت بھی غلاموں کے دکھڑے سن لیتے ہیں جب ہر کوئی انہیں دھتکار دے۔ اپنا دکھڑا سنانے کے لئے آپ کے حقیر غلام نے اقبال کو وسیلہ بنایا ہے۔

شاہاں چہ عجب گر بنوازندگدارا

اور

بس اسی بات پہ رکھتا ہوں بخشش کی امید
میں نے تیرے نام کو مولاؐ کبھی بیچا نہیں

محمود احمد ساقی

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

اقبال کا دعویٰ

گر دلم آئینہ بے جوہر است
در بحر خم غیر قرآن مضمحل است

پردہ ناموسِ فکرم چاک کن
این خیاباں راز خرم پاک کن

تنگ کن رخت حیات اندر برم
اہل ملت را نگہدار از شرم

خشک گردان بارہ در انگورِ من
زہر ریز اندر مئے کافرِ من

روز محشر خوار و رسوا کن مرا
بے نصیب از بوسہ پاکن مر

(اسرار و رموز: ۳۶۳)

ترجمہ!!

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر میرا دل بے جوہر آئینہ ہے اور
اگر میں نے قرآن کے علاوہ ایک حرف بھی لکھا ہو تو پھر میرے
ناموسِ فکر کا پردہ چاک فرمادیں اور اس باغِ ملت کو مجھ جیسے کانٹے
سے پاک فرمادیں۔ میرے جسم کے اندر جو رختِ حیات ہے یعنی
روح ہے اسے ختم فرمادیں اور اہل ملت کو میری ذات سے بچائیں
اور محفوظ رکھیں۔ میرے انگور کے اندر ”شراب“ کو خشک کر دیں اور
میری کافوری مے میں زہر بھر دیں۔ روزِ حشر مجھے خوار و رسوا ٹھہرا
دیں اور اپنے دیدار سے محروم فرمادیں۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

میلا دالنبی ﷺ

اور

اقبال رحمتہ اللہ علیہ

اسوارِ اشہبِ دوراں بیامے

جامِ صہبائے محبت بازن	خیزو قانونِ اخوت سازن
جنگِ جویاں را بدہ پیغام صلح	باز در عالم بیار ایام صلح
نغمہ خود را بہشت گوش کن	شورش اقوام را خاموش کن
باز آئین محبت تازہ کن	بازایں اوراق را شیرازہ کن
قوت ایمانِ ابراہیم بخش	رہرواں را منزلِ تسلیم بخش
کاروانِ زندگی را منزلی	نوع انساں مزرع و تو حاصلی

سجدہ ہائے طفلک و برنا و غیر

از جبین شرمسار ما بگیر

بہار سے قبل

اے ظہور تو شبابِ زندگی
جلوہِ اوقاتِ تعبیرِ خوابِ زندگی

(اسرار و رموز: ۱۹۳)

زمین گرمی کی شدت سے تہمتا اٹھتی ہے۔

تمازتِ آفتاب اس کی رگ سے نمِ زندگی چوس لیتی ہے۔ آسماں کی شعلہ ریزیاں
ساری فضا کو دکھتا ہوا انکارہ بنا دیتی ہیں۔ بادِ سموم کی ہلاکت سامانیاں تازگی و شگفتگی کی ہر نمود
کو جھلسا ڈالتی ہیں۔

پھول مرجھا جاتے ہیں۔

شگوفوں کی گردن کے منکے ٹوٹ جاتے ہیں۔

لالہ کا رنگ اڑ جاتا ہے۔

پتیاں سوکھ جاتی ہیں۔

شاخیں پژمردہ ہو جاتی ہیں۔

لہلہاتی کھیتیاں خشک ہو جاتی ہیں۔

سرد و صنوبر آتشدانِ ارضی کے دودکش دکھائی دیتے ہیں۔ تابندہ چشمے دیدہ کور کی طرح

بے نور ہو جاتے ہیں۔ مرمریں ندیاں بے آب رہ جاتی ہیں۔

لوکی دہشت سے سارے کانپتے ہیں۔

راستے ہانپتے ہیں۔

خنکی غاروں میں منہ چھپا لیتی ہے۔

ٹھنڈک سہم کر کنوؤں میں جا دہکتی ہے۔

دفور تپش سے سینہ کائنات میں سانس رکھنے لگتی ہے۔ جنگل کے جانور آسمانی شعلوں کی

لپیٹ سے کہیں پناہ نہیں پاتے۔ پرندے اپنے گھونسلوں میں نرم و نازک زبانیں نکالے

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

نڈھال ہو کر پڑ جاتے ہیں۔

انسان زندگی اور اس کی تمام لطافتوں سے مایوس ہو جاتا ہے۔ سوختہ بخت کسان کھیت کے کنارے کھڑا لپجائی نظروں سے آسمان کی طرف تکتا ہے کہ کہیں سے اس کی آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان دکھائی دے لیکن اس کی خاسرو نامراد نگاہیں حسرت بن کر اس کے ویرانہ قلب میں لوٹ آتی ہیں۔ اس طرح جب حیاتِ ارضی کے کسی گوشے میں بھی اُمید کی نمی باقی نہیں رہتی اور بساطِ کائنات کے کسی کونے میں بھی زندگی کی تازگی دکھائی نہیں دیتی تو پھر بہار آتی ہے۔

بہار کی آمد سے:

سحابِ رحمت کسان کی آنکھوں کا نور بن کر فضائے آسمانی پر چھا جاتا ہے۔

زمین مردہ میں پھر سے زندگی آ جاتی ہے۔

رگ کائنات میں نبضِ حیات پھر سے متموج ہو جاتی ہے فضا کے سینے میں رکی ہوئی

سانس پھر سے زندگی کی جوئے رواں بن جاتی ہے۔

چشموں کی خشک آنکھیں شرابِ زندگی کے تھلکتے ہوئے جامِ نور بن جاتی ہیں۔

ندیوں کی بے آب لکیریں بادۂ جانفزا کی مسیحا نفسی سے رگ جاں میں تبدیل ہو

جاتی ہیں۔

سہی ہوئی نکلیاں غاروں سے نکل کر فضاؤں پر چھا جاتی ہیں۔ دہکی ہوئی برودتیں،

کنوؤں کی تہوں سے اچھل کر بساطِ ارض پر پھیل جاتی ہیں۔

خشک پتیوں میں جان پڑ جاتی ہے۔

مرجھائے ہوئے پھولوں میں از سر نو تازگی و شگفتگی آ جاتی ہے۔

شگوفے چمکتے ہیں،

کلیاں مہکتی ہیں،

ٹھنڈی ٹھنڈی ہواؤں کے نفیس و لطیف جھونکے سرسبز و شاداب درختوں کی شاخوں

میں لچک اور پھولوں میں یوں جنبش پیدا کر دیتے ہیں، گویا:
بہار جھول رہی ہے خوشی کے جھولوں میں۔ ہر طرف ایک نئی زندگی اور ہر سمت ایک

حیاتِ تازہ۔

جھومتی

مسکراتی

مچلتی

لوٹتی

ایک ایسی جنت گاہ بن جاتی جس کی ہر روش میں مسرتوں کے چشمے ابلتے اور ہر نفس
میں قہقہوں کے پھول کھلتے دکھائی دیتے ہیں۔

یہ فطرت کا نظام ہے:

محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد سے قبل
اس وقت شجر زندگی کی ہر شاخ سے نمی خشک ہو چکی تھی۔ تہذیب و تمدن کے پھول
وحشت و بربریت کے بادِ سموم سے مرجھا چکے تھے۔
حسن عمل کے زندگی بخش چشمے یکسر خشک ہو چکے تھے۔

اس وحشت و سراسیمگی کے عالم میں خاسر و نامراد انسان ادھر ادھر مارا مارا پھرتا تھا۔
لیکن خدا کی اس زمین پر اسے کہیں زندگی کا نشان اور تازگی کا سراغ نہ ملتا تھا۔ چاروں
طرف سے مایوس اور ناامید ہو کر اس کی نگاہیں رہ رہ کر آسمان کی طرف اٹھتی تھیں اور ایک
پکار سننے والے کو پکار پکار کر کہہ رہی تھیں کہ مَتَى نَصْرُ اللّٰهِ (اللہ کی مدد کہاں ہے؟)

آمد مصطفیٰ ﷺ مرحبا مرحبا:

رب ذوالمہمن کا سحابِ کرم، زندہ اُمیدوں اور تابندہ آرزوؤں کی ہزار جنتیں اپنے
دامن میں لیے۔ ربیع الاول کے مقدس مہینے میں فاران کی چوٹیوں پر جھوم کر آیا اور بلد
امین کی مبارک وادیوں میں کھل کھلا کر برسا۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

جس سے انسانیت کی مرجھائی ہوئی کھیتیاں لہلہا اٹھیں۔ اخلاق و تمدن کے پڑمردہ پھولوں پر پھر سے بہار آگئی۔ فضائے عالم مسرتوں کے نغموں سے گونج اٹھی انسان کو نئی زندگی اور زندگی کو نئے ولولے عطا ہوئے، آسمان نے جھک کر زمین کو مبارک باد دی کہ تیرے بخت بلند نے یاوری کی اور تیرے خوش نصیب ذرّوں کو اس ذات اطہر و اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پابوسی کا شرف حاصل ہو گیا جو عالم موجودات کے سلسلہ ارتقاء کی آخری کڑی ہے جو علم و بصیرت کے اس افق اعلیٰ پر جلوہ بار ہے۔ جہاں عقل و عشق فکر و نظر، دین اور دنیا قوسین کی طرح آپس میں ملتے ہیں جو دانش نورانی اور حکمت ربانی کے اس مقام بلند پر فائز ہے جہاں غیب و شہود کی وادیاں دامن نگاہ میں سمٹ کر آ جاتی ہیں۔

صحن گلستانِ کائنات پر بہار آگئی، ہر طرف سے مسرتوں کے چشمے ابلنے لگے چاند مسکرایا، ستارے ہنسے، آسمان سے نور کی بارش ہوئی، فرشتوں کی معصوم نگاہوں میں اِنِّیْ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ کی تفسیر ایک پیکرِ خوبیت کا حسین تصور بن کر چمکنے لگی۔ فلک تعظیم کے لیے جھکا زمین نے اپنی خاک آلودہ پیشانی سجدہ سے اٹھائی کہ آج اس کی قرن ہا قرن کی دعا کی قبولیت کا وقت آ پہنچا ہے۔

صحرائے حجاز کے ذرّے جگمگا اٹھے۔

بلد الامین کی گلیوں کا نصیبہ جاگا کہ آج اس آنے والے کی آمد آمد تھی۔

جس کی طرف جبل تین پر حضرت نوح علیہ السلام نے اشارہ کیا تھا اور جسے کوہِ زیتون پر حضرت مسیح علیہ السلام نے اپنے حواریوں کو وجہ تسکین خاطر بتایا تھا۔ جس کی آمد کی بشارتیں وادی طور سینین میں نبی اسرائیل کو دی گئی تھیں۔ اور جس کے لیے دشت عرب میں حضرت خلیل اکبر علیہ السلام اور ذبیح اعظم علیہ السلام نے اپنے خدا کے حضور دامن پھیلایا تھا۔ وہ آنے والے جس کے انتظار میں زمانہ نے لاکھوں کروٹیں بدلی تھیں، آیا اور اس شانِ زیبائی و

رعنائی سے آیا کہ زمین و آسمان میں تہنیت کے غلغلے بلند ہوئے۔ بقول اقبال:

اے کہ تھا نوح کو طوفاں میں سہارا تیرا
اور براہیم کو آتش میں بھروسا تیرا
اے کہ مشعل تھا تیرا عالم ظلمت میں وجود
اور نورِ نگہ عرش تھا سایہ تیرا!
اے کہ پر تو ہے تیرے ہاتھ کا مہتاب کا نور
چاند بھی چاند بنا پا کے اشارہ تیرا
گرچہ پوشیدہ رہا حسن تیرا پردوں میں
ہے عیاں معنی لولاک سے پایہ تیرا
ناز تھا حضرت موسیٰ کو ید بیضا پر
سو تجلی کا محل نقش کف پا تیرا
چشم ہستی صفت دیدہ اعلیٰ ہوتی
دیدہ کن میں اگر نور نہ ہوتا تیرا

فرشتوں نے زمزمہ تبریک گایا۔

سدرۃ المنتہیٰ کی حدود فراموش شاخوں نے جھولا جھلایا۔

ملاء اعلیٰ کی مقدس قندیلوں نے چراغاں کیا۔

کائنات کے ذرے چمک اٹھے۔

فضائے عالم صلوة سلام کی فردوس گوش صداؤں سے گونج اٹھی اور انس و جان وجد و

کیف کے عالم میں پکار اٹھے کہ

اے سوارِ اشہبِ دوراں بیا اے فروغِ دیدہ امکاں بیا

در جہانِ ذکر و فکر انس و جاں

تو صلوة صبح، تو بانگِ ازاں

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

یہ آنے والا رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کافۃ للناس اور رحمتہ للعالمین بن کر آیا اور اپنے ساتھ وہ نظامِ عدل و حریت لایا جو انسان کو دنیا بھر کی غلامی سے آزادی دلانے کا کفیل تھا۔

یہ پیغام کوئی انوکھا پیغام اور یہ تعلیم کوئی انوکھی تعلیم نہ تھی۔

صداقت جہاں کہیں بھی تھی اسی کتابِ مبین کا کوئی نہ کوئی ورق تھی جو محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی وساطت سے دنیا کو ملی۔

روشنی جس مقام میں بھی تھی وہ اسی قندیلِ آسمانی کی کوئی نہ کوئی کرن تھی جو قلبِ نبوی میں اتاری گئی۔

مشامِ جاں نواز نے جہاں کہیں بھی عطری بیزی و عنبر فشائی کی وہ لالہ و یاسمین کی انہی پتیوں کی رہین منت تھی۔ جن کا گلدستہ اس نبیِ آخر الزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقدس ہاتھوں محرابِ کعبہ میں رکھا گیا۔

پیغامِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا ہے؟ ان ہی اوراق کی شیزازہ بندی جنہیں حوادثِ ارضی و سماوی کی تیز آندھیوں نے صحنِ کائنات میں ادھر ادھر بکھیر دیا تھا اور مقامِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا ہے؟ ان ہی درخشندہ و تابندہ ذراتِ نادرہ کا پیکرِ حسن و زیبائی جن کی حقیقی آب و تاب کو ان کے ستائش گروں کی غلو آ میز عقیدت کی رنگینیوں نے مستور کر رکھا تھا۔

وہاں یہ جو ہر الگ الگ پڑے تھے۔ یہاں یہ پیکرِ جلال و جمال ان سب کا حسین مجموعہ تھا۔

وہاں یہ الفاظ بکھرے ہوئے تھے۔ یہاں ایک ایسے عدیم النظر مصرعہ میں آب و تاب

سے موزوں ہو گئے تھے جو ضمیر کائنات میں قرنہا قرن سے پہلو بدل رہا تھا۔

وہ موتی تھے یہ مالا تھی۔

وہ پتیاں تھیں یہ پھول تھا۔

وہ ذرے تھے، یہ چٹان تھی۔

وہ قطرے تھے، یہ سمندر تھا۔

وہ ستارے تھے، یہ کہکشاں تھی۔

وہ افراد تھے، یہ ملت تھی۔

وہ نقطے تھے یہ سطر تھی۔

خلق و تقدیر و ہدایت ابتداست

رحمۃ للعالمین، انتہا ست

(جاوید نامہ: ۱۳۸)

خدائے جلیل نے اپنے بندوں سے جو کچھ کہنا تھا آخری مرتبہ کہہ دیا، شرف انسانیت کی تکمیل کے لیے جو قوانین دیئے جانے تھے وہ اپنی انتہائی شکل میں دے دیئے گئے۔ اس کے بعد انسان کو اپنی منزل مقصود تک پہنچنے کے لیے کسی دوسری مشعل راہ کی ضرورت اور کسی اور ہادی طریقت کی احتیاج نہ رہی۔

اب انسانیت کے مقام بلند تک پہنچنے کے لیے وہی ایک صراطِ مستقیم ہے۔ جس پر اس ذاتِ اقدس و اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نقوش قدم جگمگ جگمگ کر رہے ہیں اور جنہیں دیکھ کر ہر دیدہ و رپکار اٹھتا ہے کہ

مقام خویش اگر خواہی دریں دیر

بختِ دل بندو راہِ مصطفیٰ رو

یہ تھا حاصل بہار چمن کائنات کہ جس کا ظہور، صبح بہار کائنات تھا۔

وہ جانِ حسن ازل وہ بہارِ صبح وجود

وہ رازِ خلقت ہستی، وہ معنی گوین

وہ دل کا نور وہ اربابِ درد کا مقصود

وہ آفتابِ حرم نازنین کج حرا

وہ سرورِ دو جہاں محمد عربی

بروحِ اعظم و پاکش درودِ لا محدود

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

سوال: علامہ صاحب:

مسلمانوں کی اکثریت ربیع الاول شریف میں میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اہتمام کے ساتھ مناتی ہے۔ جب کہ وہابی اور دیوبندی اس کو بدعت کہتے ہیں اور اسے تیسری عید کا نام دیتے ہیں۔ آپ کی رائے بھی ہمارے علم میں ہونی چاہئے۔

اقبال: اس موضوع پر میں نے ایک خطاب کیا تھا، آپ اسے پڑھ لیں۔ آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ میں میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو مسلمانوں کے لیے نہ صرف ضروری بلکہ بہت بڑی سعادت سمجھتا ہوں۔

”زمانہ ہمیشہ بدلتا رہتا ہے، انسانوں کی طباع، ان کے افکار اور ان کے نقطہ ہائے نگاہ بھی زمانے کے ساتھ بدلتے رہتے ہیں۔ لہذا تہواروں کے منانے کے طریقے اور مراسم بھی ہمیشہ متغیر ہوتے رہتے ہیں اور ان سے استفادہ کے طریق بھی بدلتے رہتے ہیں۔ چاہئے کہ ہم بھی اپنے مقدس دنوں کے مراسم پر غور کریں اور جو تبدیلیاں افکار کے تغیرات سے ہونی لازم ہیں ان کو مد نظر رکھیں۔ منجملہ ان مقدس ایام کے جو مسلمانوں کے لیے مخصوص کئے گئے ہیں۔ ایک میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بھی دن ہے۔ میرے نزدیک انسانوں کی دماغی اور قلبی تربیت کے لیے نہایت ضروری ہے کہ ان کے عقیدے کی رُو سے زندگی کا جو نمونہ بہتر ہو وہ ہر وقت ان کے سامنے رہے۔ چنانچہ مسلمانوں کے لیے اسی وجہ سے ضروری ہے کہ وہ اسوۂ رسول مد رکھیں تاکہ جذبہ عمل قائم رہے۔ ان جذبات کو قائم رکھنے کے لیے تین طریقے ہیں۔ پہلا طریق تو درود و صلوة ہے جو مسلمانوں کی زندگی کا جزو لاینفک ہو چکا ہے۔ وہ ہر وقت درود پڑھنے کے مواقع نکالتے ہیں۔ عرب کے متعلق میں نے سنا کہ اگر کہیں بازار میں دو آدمی لڑ پڑتے ہیں اور تیسرا بہ آواز بلند اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ پڑھ دیتا ہے۔ تو لڑائی فوراً رک جاتی ہے اور متخاصمین ایک دوسرے پر ہاتھ اٹھانے سے فوراً باز آ جاتے ہیں۔ یہ درود کا اثر ہے اور لازم ہے کہ

جس پر درود پڑھا جائے اس کی یاد قلوب کے اندر اپنا اثر پیدا کرے۔
پہلا طریق انفرادی دوسرا اجتماعی ہے۔ یعنی مسلمان کثیر تعداد میں جمع ہوں اور ایک شخص آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوانح حیات سے پوری طرح باخبر ہو، آپ کی سوانح زندگی بیان کرے تاکہ ان کی تقلید کا ذوق و شوق مسلمانوں کے قلوب میں پیدا ہو۔ اس طریق پر عمل پیرا ہونے کے لیے ہم سب آج یہاں جمع ہوئے ہیں۔
تیسرا طریق اگرچہ مشکل ہے۔ لیکن بہر حال اس کا بیان کرنا نہایت ضروری ہے وہ طریقہ یہ ہے کہ یاد رسول اس کثرت سے ایسے انداز میں کی جائے کہ انسان کا قلب نبوت کے مختلف پہلوؤں کا خود مظہر ہو جائے یعنی آج سے تیرہ سو سال پہلے کی جو کیفیت حضور سرور عالم کے وجود مقدس سے ہویدا تھی وہ آج تمہارے قلوب کے اندر پیدا ہو جائے۔
حضرت مولانا روم فرماتے ہیں:-

آدمی دید است باقی پوست است

دید آں باشد کہ دید دوست است

یہ جو ہر انسانی کا انتہائی کمال ہے کہ اسے دوست کے سوا اور کسی چیز کی دید سے مطلب نہ رہے یہ طریقہ بہت مشکل ہے۔ کتابوں کو پڑھنے یا میری تقریر سننے سے نہیں آئے گا۔ اس کے لیے کچھ مدت نیکوں اور بزرگوں کی صحبت میں بیٹھ کر روحانی انوار حاصل کرنا ضروری ہے۔ اگر یہ میسر نہ ہو تو پھر ہمارے لیے یہی طریقہ غنیمت ہے جس پر آج ہم عمل پیرا ہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ اس طریق پر عمل کرنے کے لیے کیا جائے؟ پچاس سال سے شور برپا ہے کہ مسلمانوں کو تعلیم حاصل کرنی چاہئے، لیکن جہاں تک میں نے غور کیا ہے تعلیم سے زیادہ اس قوم کی تربیت ضروری ہے اور ملتی اعتبار سے یہ تربیت علماء کے ہاتھ میں ہے۔ اسلام ایک خالص تعلیمی تحریک ہے۔ صدر اسلام میں اسکول نہ تھے۔ کالج نہ تھے۔ یونیورسٹیاں نہ تھیں۔ لیکن تعلیم و تربیت عوام کے لیے بے شمار مواقع اسلام نے بہم پہنچائے

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

ہیں۔ لیکن افسوس کہ علماء کی تعلیم کا کوئی صحیح نظام قائم نہ رہا اور اگر کوئی رہا بھی تو اس کا طریق عمل ایسا رہا کہ دین کی حقیقی روح نکل گئی، جھگڑے پیدا ہو گئے اور علماء کے درمیان جنہیں پیغمبر علیہ السلام کی جانشینی کا فرض ادا کرنا تھا، سر پھٹول ہونے لگی۔ مصر، عرب، ایران، افغانستان ابھی تہذیب و تمدن میں ہم سے پیچھے ہیں۔ لیکن وہاں علماء ایک دوسرے کا سر نہیں پھوڑتے، وجہ یہ ہے کہ اسلامی ممالک نے اخلاق کے معیار اعلیٰ کو پالیا ہے جس کی تکمیل کے لیے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث ہوئے تھے ہم ابھی اس معیار سے بہت دور ہیں۔

دنیا میں نبوت کا سب سے بڑا کام تکمیل اخلاق ہے۔ چنانچہ حضور نے فرمایا۔ بعثت لا تمم مکارم الاخلاق یعنی میں نہایت اعلیٰ اخلاق کے اتمام کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ اس لیے علماء کا فرض ہے کہ وہ رسول اللہ کے اخلاق ہمارے سامنے پیش کیا کریں۔ تاکہ ہماری زندگی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کی تقلید سے خوشگوار ہو جائے اور اتباع سنت زندگی کی چھوٹی چھوٹی چیزوں تک جاری و ساری ہو جائے۔ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے خربوزہ لایا گیا تو آپ نے کھانے سے انکار کر دیا اور کہا کہ مجھے معلوم نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو کس طرح کھایا ہے۔ مبادا میں ترک سنت کا مرتکب ہو جاؤں۔

کامل بسطام در تقلید فرد

اجتناب از خوردن خربوزہ کرد

(اسرار و رموز: ۶۸)

افسوس کہ ہم میں بعض چھوٹی چھوٹی باتیں بھی موجود نہیں ہیں جن سے ہماری زندگی خوشگوار ہو اور ہم اخلاق کی فضا میں زندگی بسر کر کے ایک دوسرے کے لیے باعث رحمت ہو جائیں اگلے زمانے کے مسلمانوں میں اتباع سنت سے ایک اخلاقی ذوق اور ملکہ پیدا ہو جاتا تھا اور وہ ہر چیز کے متعلق خود ہی اندازہ کر لیا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رویہ اس چیز کے متعلق کیا ہوگا۔

حضرت مولانا روم بازار میں جا رہے تھے، آپ کو بچوں سے بہت محبت تھی۔ کچھ بچے کھیل رہے تھے۔ ان سب نے مولانا کو سلام کیا اور مولانا ایک ایک کا سلام الگ الگ قبول کرنے کے لیے دیر تک کھڑے رہے۔ ایک بچہ کہیں دور کھیل رہا تھا۔ اس نے وہیں سے پکار کر کہا حضرت ابھی جائے گا نہیں میرا سلام لیتے جائیے تو مولانا نے بچے کی خاطر دیر تک توقف فرمایا اور اس کا سلام لے کر گئے۔ کسی نے پوچھا حضرت آپ نے بچے کے لیے اس قدر توقف فرمایا۔ آپ نے فرمایا اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قسم کا واقعہ پیش آتا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی یوں ہی کرتے۔ گویا ان بزرگوں میں تقلید رسول اور اتباع سنت سے ایک خاص اخلاقی ذوق پیدا ہو گیا تھا۔ اس طرح کے بے شمار واقعات ہیں۔ علماء کو چاہئے کہ ان کو ہمارے سامنے پیش کریں۔ قرآن و حدیث کے غوامض بتانا بھی ضروری ہیں۔ لیکن عوام کے دماغ ابھی ان مطالب کے متحمل نہیں۔ انہیں فی الحال صرف اخلاق نبوی ﷺ کی تعلیم دینی چاہئے۔

اسلامی تعلیم صفحہ ۱۱ (مارچ، اپریل ۱۹۷۳ء)

سوال: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خلق کے اعتبار سے اول اور بعثت کے اعتبار سے آخر ہیں۔ یہ مسلمانوں کا عقیدہ ہے، آپ کا کیا خیال ہے؟

اقبال: میرا عقیدہ بھی یہی ہے۔ میں عرض کر چکا ہوں۔

تیرے نظارے کا موسیٰ میں کہاں مقدر ہے
تو ظہور لن ترانی گوے اوج طور ہے
ہاں ادب سے دل بڑھا اعزاز مشیت خاک کا
میں مخاطب ہوں جناب سید لولاک کا
پیرہن جب عشق کا حسن ازل نے پہنا
بن کے یثرب میں وہ آپ اپنا خریدار آیا
میں نے سو گلشن جنت کو کیا اس پہ نثار
دشت یثرب میں اگر زیر قدم خار آیا

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

دشت میں دامن کہسار میں میدان میں ہے بحر میں موج کی آغوش میں طوفان میں ہے
چین کے شہر مراکش کے بیابان میں ہے اور پوشیدہ مسلمان کے ایمان میں ہے
چشم اقوام یہ نظارہ ابد تک دیکھے!
رفعت شان رفعتنا لک ذکرک دیکھے!

مردم چشم زمیں یعنی وہ کالی دنیا وہ تمہارے شہداء پالنے والی دنیا
گرمی دہر کی پروردہ ہلالی دنیا عشق والے جسے کہتے ہیں بلالی دنیا
تپش اندوز ہے اس نام سے پارے کی طرح
غوطہ زن نور میں ہے آنکھ کے تارے کی طرح

عقل ہے تیری سپر عشق ہے شمشیر تری مرے درویش خلافت ہے جہانگیر تری
ماسوا اللہ کے لئے آگ ہے تکبیر تری تو مسلمان ہو تو تقدیر ہے تدبیر تری
کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

(بانگ درا: ۲۰۸)

عشق کی راہ میں اک سیر تھی ہر منزل پر
نجد کا دشت کہیں، مصر کا بازار آیا
لیں شفاعت نے قیامت میں بلائیں کیا کیا
عرق شرم میں ڈوبا جو گنہگار آیا

وہ میری شرم گنہ اور وہ سفارش تیری
ہائے اس پیار پہ کیا کیا نہ مجھے پیار آیا
خاک ہو کر ملا اوج تیری الفت میں
کہر فرشتوں نے لیا بھر تیمم مجھ کو!!

موت آجائے جو یثرب کے کسی کوچے میں
میں نہ اٹھوں جو مسیحا بھی کہے تم مجھ کو
قاب قوسین بھی، دعویٰ عبودیت کا
کبھی چلمن کو اٹھانا، کبھی پہاں ہونا

کبھی یثرب میں اولیس قرنی سے چھینا
کبھی برق نگہ موسیٰ عمراں ہونا
علم و حکمت کے مدینے کی کشش ہے مجھ کو
لطف دے جاتا ہے کیا کیا مجھے ناداں ہونا
ما عرفنا نے چھپا رکھی ہے عظمت تیری
قاب قوسین سے کھلتی ہے حقیقت تیری

سوال: علامہ صاحب:

آپ نے نثر میں میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں بڑی فکر انگیز
وایمان افروز باتیں ارشاد فرمائی ہیں۔ نظم میں بھی کچھ ارشاد فرمائیں۔

جواب: اقبال: نظم میں بھی سن لیں۔

اے ظہور تو شباب زندگی
جلوہ ات تعبیر خواب زندگی

(اسرار و رموز: ۱۹۳)

اے زمیں از بارگاہت ارجمند

آسماں از بوسہ بامت بلند

ترجمہ: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

آپ ﷺ کی ذات مبارکہ حیات کے لیے شباب کا درجہ رکھتی ہے۔ آپ کا
اس دنیا میں تشریف لانا زندگی کے خواب کی تعبیر ہے۔ زمین کو آپ کا مسکن بننے
کی بدولت بے پناہ بلندی اور برکت حاصل ہوئی آسمان نے آپ کے در پر
بوسہ دیا تو اُسے سر بلندی میسر آئی۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

نور انیت مصطفیٰ ﷺ

اور

اقبالِ رحمتہ اللہ علیہ

کبھی اے حقیقت منتظر، نظر آ لباسِ مجاز میں
کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں مری جبینِ نیاز میں
طربِ آشنائے خروش ہو، تو نوائے محرم گوش ہو
وہ سرود کیا کہ چھپا ہوا ہو سکوتِ پردہ ساز میں
تو بچا بچا کے نہ رکھ اسے ترا آئینہ ہے وہ آئینہ
کہ شکستہ ہو تو عزیز تر ہے نگاہ آئینہ ساز میں
دمِ طوافِ کریم شمع نے یہ کہا کہ وہ اثر کہن
نہ تری حکایت سوز میں، نہ مری حدیث گداز میں
نہ کہیں جہاں میں اماں ملی، جو اماں ملی تو کہاں ملی
مرے جرمِ خانہ خراب کو ترے عفو بندہ نواز میں
نہ وہ عشق میں رہیں گرمیاں، نہ وہ حسن میں رہیں شوخیاں
نہ وہ غزنوی میں تڑپ رہی، نہ وہ خم ہے زلف ایاز میں
جو میں سر بسجدہ ہوا کبھی تو زمیں سے آنے لگی صدا
ترا دل تو ہے صنمِ آشنا، تجھے کیا ملے گا نماز میں

(ضربِ کلیم: ۲۸۰، ۲۸۱)

﴿۳۷﴾

سوال: نورانیت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں کچھ فرمائیں؟

اقبال: اس بارے میں میرا عقیدہ مرقوم ہو چکا ہے۔ آپ بھی سن لیں۔

ہر کجا بنی جہان رنگ و بو،
آنکہ از خاش بروید آرزو
یا ز نور مصطفیٰ اور را بہاست
یا ہنوز اندر تلاش مصطفیٰ است

(جاوید نامہ: ۱۳۹)

ترجمہ: ”تو کائنات کی ہر چیز کو رنگین اور خوشبو سے معطر دیکھ سکتا ہے کہ ہر چیز کی ایک ہی خواہش ہے کہ مجھے نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حصہ ملے۔ بعض چیزیں اپنا حصہ پا کر منور ہو گئی ہیں جب کہ کچھ چیزیں نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلاش میں ہیں۔“

مزید سنیں!

می ندانی عشق و مستی از کجاست؟
ایں شعاع آفتاب مصطفیٰ است
زندہ تا سوزِ درجانِ تست
ایں نگہ دارندہ ایمانِ تست
مصطفیٰ بحر است و موج او بلند
خیزو ایں دریا بجوئے خویش بند

(مثنوی مسافر: ۲۰)

ترجمہ: ”وہ عشق و مستی جو انسان کو دوسری مخلوق سے ممتاز کرتی ہے وہ سب کی سب آفتابِ نبوت کی ایک نورانی کرن ہے۔ اگر یہ نصیب ہو گئی تو سب کچھ حاصل ہو گیا اس لیے کہ اسی سے انسان کی حقیقی زندگی وابستہ ہے۔ اسی سے ایمان میں

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

پختگی آتی ہے اور یقین کی دولت میسر ہوتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات بحرِ ذخار ہے جس کی موجیں بلندی کے آفتاب کو چھوتی ہیں۔ تم بھی اسی بحرِ محبت سے سیرابی حاصل کرو تا کہ تمہیں بھی حیاتِ نونصیب ہو۔“

سماں الفقر فخری رہا شان امارت میں
بآب و رنگ و خال و خط چہ حالت روئے زیبارا
شب گریزاں ہوگی آخر جلوہ خورشید سے
یہ چمن معمور ہو گا نغمہ توحید سے

اے امیر خادر اے مہر منیر
می کنی ہر ذرہ را روشن ضمیر
از توں این سوز و سرور اندر وجود
از تو ہر پوشیدہ را ذوق نمود
پر تو تو ماہ را مہتاب داد
لعل را اندر دل سنگ آب داد
لالہ را سوزِ دروں از فیض تست
دررگ او موجِ خوں از فیض تست
زرگساں صد پردہ را برمی درد
تا نصیبے از شعاع تو بُرد
خوش بیا صبح مرا آورده
ہر شجر را نخل سینا کرده
تو فردغِ صبح و من پایان روز
ضمیر من چراغ بر فروز

﴿۴۹﴾

تیرہ خاکم را سراپا نور کن
در تجلی ہائے خود مستور کن
از نوائے پختہ سازم خام را
گردش دیگر وہم ایام را

(پس چہ باید کرد اے اقوام شرق ۱۶)

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

آپ مہر منیر اور آسمانوں کے شہنشاہ ہیں۔ ہر انسان کو ضمیر کی روشنی عطا فرمادیں۔
آپ کی وجہ سے اس کائنات میں سوز و سرور ہے۔ آپ ہی کی وجہ سے ہر پوشیدہ
شے اپنا حسن بے نقاب کرنے کے لئے بے تاب ہے۔
آپ کے فیضان سے چاند مہتاب بنتا ہے۔ آپ کے نور مبارک ہی سے
ہیرے کے دل سے روشنی پھوٹی ہے۔

لالہ (گلاب کا پھول) آپ کی محبت میں سوزِ دروں سے گزر کر خوشبو بکھیرتا
ہے۔ رگوں کے اندر خون کی گردش بھی آپ کے فیض کا نتیجہ ہے۔
نرگس کے پھول سینکڑوں پردے پہاڑ کر نکلتے ہیں تاکہ آپ کے نور مبارک سے
ایک شعاع پاسکیں۔

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

میری صبح کو خوشی والی صبح بنا دیں اور میرے نخل شوق کو بھی طور پہاڑ کی طرح روشن
فرمادیں۔

آپ کی ذات مبارکہ فروغ صبح کا سبب جبکہ میں اندھیرے دن کا باسی ہوں
میرے دل میں بھی اپنی محبت کا چراغ روشن فرمادیں۔

میری تیرہ خاک کو سراپائے نور بنا دیں۔ اپنی تجلی نور سے مجھے ڈھانپ لیں۔
میری نوائے خام کو پختگی عطا فرمادیں۔ زمانے کو ایک انقلاب سے آشنا فرمادیں۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

﴿۵۰﴾

اے تہی از ذوق و شوق و سوز و درد
می شناسی عصر مایا ماچہ کرد!
عصر ما مارا زما بیگانہ کرد
از جمال مصطفیٰ بیگانہ کرد
سوز اوتا از میان سینہ رفت
جوہر آئینہ از آئینہ رفت

(پس چہ باید کرد اے اقوام شرق ۲۴)

ذوق و شوق اور سوز و درد سے خالی شخص سن کہ ہمارے زمانے نے ہم پر کیا ظلم کیا ہے۔ جمال مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہمیں بیگانہ کر دیا گیا اور سوچ کہ ہم اپنے آپ سے بیگانہ ہو گئے۔ جب آپ کا سوز سینے سے رخصت ہوا تو سینے نے اپنا جوہر کھو دیا۔

چوں بنام مصطفیٰ خوانم درود
از خجالت آب می گردد وجود
عشق می گوید کہ اے محکوم غیر
سینہ تو از بتاں مانند دیر
تاننداری از محمد رنگ و بو
از درود خود میالا نام او

(پس چہ باید کرد اے اقوام شرق ۳۷)

جب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھتا ہوں تو شرمندگی سے میرا وجود پانی پانی ہو جاتا ہے، عشق مجھے کہتا ہے اے محکوم غیر تیرا سینہ تو بتوں کی محبت سے بھرا ہوا ہے۔ جب تک تو محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا رنگ اپنے آپ پر نہیں چڑھتا اور آپ ﷺ کی خوشبو مبارک اپنے دل میں نہیں سمالیتا اس وقت

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

﴿۵۱﴾

تک تیر اور ود قبول نہیں ہوگا اور تجھے آپ ﷺ کا نام لینا بھی روا نہیں ہے۔

تیغ ایوبی نگاہ یازید
گنجھائے ہر دو عالم را کلید
عقل و دل را مستی از یک جامے
اختلاط ذکر و فکر روم و رے
علم و حکمت، شرح و دین، نظم امور
اندرون سینہ دل ہانا صبور
حسن عالم سوز الحمرا و تاج
آنکہ از قدوسیاں گیرد خراج
ایں ہمہ یک لحظہ از اوقاتِ اوست
یک تجلی از تجلیاتِ اوست
ظاہرش ایں جلوہ ہائے دلفروز
باطش از عارفاں پنہاں ہنوز
حمد بے حد مر رسول پاک را
آں کہ ایماں داد مشیت خاک را

(پس چہ باید کرداے اقوام شرق ۷۶)

سلطان صلاح الدین ایوبی کی تلوار اور یازید بستی کی نگاہ دو عالم کے خزانوں کی چابیاں ہیں۔ عقل و دل کا مدہوش ہو جانا شراب کے ایک جام سے مولانا روم اور امام رازی کے ذکر و فکر کا ملنا یہ سب کچھ اور علم و حکمت، شریعت اور دین اور سارے معاملات ہمارے سینے میں دھڑکتا ہوا دل الحمرا کا حسن عالم سوز اور تاج و تخت جس کو فرشتے بھی خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔ یہ سب کچھ آپ کی تجلیات میں سے ایک تجلی ہے اور آپ کے اوقات میں سے ایک لمحہ ہے، یہ

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

﴿۵۲﴾

سارے ظاہری جلوے ہر کسی پر ظاہر ہیں اور ان کی باطنی حقیقتیں صاحب دلوں پر روشن ہوتی ہیں بے حد حمد ہمارے رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے کہ جنہوں نے ایک مشت خاک کو ایمان عطا فرمایا۔

مومنوں کو سلطان دیں

مسجد من این ہمہ روئے زمیں

الاماں از گردش نہ آسماں

مسجد مومن بدست دیگران

(پس چہ باید کرداے اقوام شرق ۳۸)

مومنوں کو سلطان دیں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ساری زمین ہماری سجدہ گاہ ہے۔ آسمان تپ جاتا ہے اور اس کی گردش رک جاتی ہے۔ اگر مومن کی سجدہ گاہ کسی دوسرے کے قبضہ میں چلی جائے۔

سوال: مسجد کے بارے ارشاد ہو؟

اقبال: صحیح بات یہ ہے کہ مسجد میں نماز اور درود و سلام پڑھتے ہوئے شرمندگی ہوتی ہے۔ اپنے اشعار میں میں نے اس شرمندگی کا اظہار بھی کیا ہے۔

ہے تیری شان کے شایاں اسی مومن کی نماز

جس کی تکبیر میں ہو معرکہ بود و نبود

اب کہاں میرے نفس میں وہ حرارت وہ گداز

بے تب و تاب دروں میری صلوة اور درود

ہے میری ہانگ ازاں میں نہ بلندی نہ شکوہ

کیا گوارا ہے تجھے ایسے مسلمان کا وجود؟

سوال: علامہ صاحب:

مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انقلاب کے بارے میں ارشاد فرمائیں۔

جواب: اقبال: میں مصطفوی انقلاب کے بارے میں لکھ چکا ہوں، آپ بھی سن لیں۔
اس انقلاب کو میں ابو جہل کی زبانی بیان کرتا ہوں، اسے آپ ابو جہل کی فریاد
بھی سمجھ سکتے ہیں۔ کعبے کے غلاف کو پکڑ کر ابو جہل کہتا ہے۔

سینہ ما از محمد داغ داغ
از دم او کعبہ را گل شد چراغ
ساحر و اندر کلامش ساحری است
ایں دو حرف لاله خود کافری است
تابساط دین آباد در نورد
با خدا دندان ما کرد آنچه کرد

ترجمہ: محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے ہمارے سینے چھلنی ہو گئے ہیں۔ اس کی وجہ
سے کعبہ کا چراغ ہی بجھ گیا ہے۔ وہ تو جادو گر ہے اور اس کے کلام میں بھی سحر بھرا
ہوا ہے لالہ کے دو لفظ بھی کفر ہی تو ہیں۔ اس نے باپ دادا کے مذہب کو تلیپٹ
کر دیا اور ہمارے معبودوں کو تہس نہس کر ڈالا ہے۔

پاش پاش از ضربت لات و منات
انتقام از دئے بگیر اے کائنات
دل بہ غائب بست و از حاضر گست
نفس حاضر را افسون او شکست
دیدہ بر غائب فرد بستن خطاست
آنچه اندر دیدہ می ناید کجاست

ترجمہ: لات و منات اس کی ایک ضرب بھی نہ سہا سکتے اور پاش پاش ہو گئے۔ اے کائنات
تو ہی اس سے انتقام لے، اس نے حاضر و موجود کا منتر توڑ دیا اور غائب نظر ہستی سے
دل لگایا۔ بھلا یہ بھی کوئی تک ہے کہ جو غائب ہے اس سے دل لگایا جائے۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

مذہب او قاطع ملک و نسب
از قریش و منکر از فضل عرب
در نگاہ او یکے بالا پست
با غلام خویش بر یک خواں نشست
ایں مساوات ایں مواخات اعجمی ست
خوب می دانم کہ سلمان مزدکی ست

ترجمہ: اور سنو! اس کا مذہب ملک و نسب کو بھی کوئی مرتبہ نہیں دیتا۔ خود وہ قریش میں سے ہے۔ مگر عربوں کی بڑائی اور بزرگی کا قائل نہیں اس کی نظر میں پست و بلند سب برابر ہیں وہ تو ایک ہی دسترخوان پر اپنے غلام کے ساتھ کھانا کھانے بیٹھ جاتا ہے۔ اس طرح کی مساوات اور مواخات خالص عجمی چیز ہے۔ میں جانتا ہوں کہ سلمان مزدکی ہے اور اسی نے یہ باتیں اسے سکھائی ہیں۔

باز گو اے سنگ اسود باز گو
آنچه دیدم از محمد باز گو
اے ہبل اے بندہ را پوزش پدید
خانہ خود را بے کیشاں بگیر
گلہ شاں را بہ کرگاں کن
تلخ کن خرمائے شاں را بر نخیل
اے منات اے لات! از منزل مرو
گرز منزل می روی از دل مرو

(جاوید نامہ ۵۸، ۶۰)

ترجمہ: اے حجر اسود! محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھوں جو ہم پر افتاد پڑی ہے تو ہی اس کا حال پھر سنا دے۔ اے ہبل تو ہم غریبوں کی فریادری کرتا ہے۔ اپنے گھر

کو ان بے دینوں سے واپس چھین لے۔ ان کی جماعت پر بھیڑیے چھوڑ دے۔ ان کے درختوں کو پھلوں سے محروم رکھ، اے منات! اے لات تم کعبہ چھوڑ کر مت جانا اگر اس گھر کو چھوڑتے ہو تو پھر ہمارے دل کو تو مت چھوڑو۔

عشق تمام مصطفیٰ ﷺ

اے تو ما بے چارگاں را ساز و برگ
وارہاں این قوم را از ترس مرگ
سوختی لات و منات کہنہ را
تازہ کردی کائنات کہنہ را

(پس چہ باید کرد اے اقوام شرق ۶۴)

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ ﷺ ہم جیسے بے چاروں کے لیے چارا ہیں آپ ﷺ کی ذات مبارکہ ہمارے لیے زندگی و ذرخیزی کا باعث ہے۔ اس قوم کو موت کے خوف سے نجات عطا فرمادیں۔

یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
لات و منات جیسے پرانے بت توڑ ڈالیں اور اس کائنات کو دوبارہ زندگی دے کر
زندہ فرمادیں۔

در عجم گردیدم وہم در عرب
مصطفیٰ نایاب و ارزاں بولہب

(پس چہ باید کرد اے اقوام شرق ۱۴)

میں نے عرب و عجم گھوم کر دیکھا ہے۔ مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نایاب ہے۔ ابولہب ارزاں مل جاتے ہیں۔

نئے خدا ہا سا ختم از گاؤخر
نئے حضور کاہناں افگندہ سر

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

نئے سجودے پیش معبودانِ پیر
نئے طواف کو شکِ سلطان و میر
ہم نے کبھی بھی گائے، گدھے کو خدا نہیں بنایا نہ ہم نے بادشاہوں کے درباروں
کے طواف کئے ہیں۔

درجہانِ ذکر و فکر انس و جاں
تو صلوة صبح، تو بانگِ اذان
لذت سوز و سرور از لا اِله
در شب اندیشہ نور از لا اِله

یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔

آپ ﷺ ذاکروں کا ذکر ہیں، آپ مفکروں کا فکر ہیں خواہ وہ انسان ہوں یا
جن، آپ ﷺ صبح کی نماز ہیں اور آپ ﷺ ہی آذان بھی ہیں۔
آپ ﷺ کی ذاتِ مبارکہ لا اِله کا سوز و سرور ہے۔ رات کے اندھیرے میں
آپ ﷺ کی ذاتِ مبارکہ لا اِله کا نور ہے۔

کارِ این بیمار نتواں برد پیش
من جو طفلانِ نالم از داروے خویش
چوں بصیری از قومی خواہم کشود
تا بمن باز آید آں روزے کہ بود
مہر تو بر عاصیاں افزوں تراست
در خطا بخشی چو مہر مادر است
اے وجود تو جہاں را نو بہار
پر تو خود را در لیغ از من مدار

یہ بیمار آدمی آپ کے شایانِ شان کچھ بھی پیش نہیں کر سکا، پھر بھی اپنے درد کے
دارو کے لیے بچوں کی طرح رورہا ہے۔

اس درد کی تلخی مٹھاس میں بدل جائے، اگر چارہ گراپنے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ لے آئے۔ جس طرح امام بوسیری پر آپ نے دامن رحمت کو دراز فرمایا تھا۔ اسی طرح وہ روزِ رحمت مجھ پر بھی دوبارہ لوٹ کر آئے تو مزہ آ جائے۔ آپ ﷺ کی مہربانیاں اور کرم و فضل گنہگار غلاموں پر ہر روز افزوں تر ہے اور آپ ﷺ اس طرح خطا بخش دیتے ہیں جس طرح ماں اپنے بچے کی غلطی معاف کر دیتی ہے۔

آپ ﷺ کا وجود مبارک بہار کے لیے بھی بہار تھا۔ آپ ﷺ کی شانِ مبارک یہ ہے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کا سایہ ہی نہیں بنایا کیونکہ سایہ صاحب سایہ کا مثل ہوتا ہے۔

ایں ہمہ از لطف بے پایاں تست
فکر ما پروردہ احسان تست
ذکر تو سرمایہ ذوق و سرور
قوم را دارد بہ فقر اندر غیور
اے مقام و منزل ہر را ہر
جذب تو اندر دل ہر را ہر
ساز ما بے صوت گردید آ پنجاں
زخمہ بر گہائے او آید گراں

یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

اس فکر کے پروردگار آپ ﷺ ہیں اور یہ آپ کا بہت بڑا احسان ہے اور لطف و کرم کی ساری بارشیں آپ ﷺ کے وسیلہ مبارک سے ہیں۔ آپ ﷺ کا ذکر مبارک ذوق و سرور کا اندوختہ و سرمایہ ہے۔ اس ذکر سے قوم اپنی فقیری میں غیرت کا سامان پیدا کرتی ہے۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
آپ ﷺ ہر مسافر کی منزل ہیں آپ ﷺ تک رسائی ہر مسافر کے قصد
میں شامل ہے۔ اور آپ ﷺ ہر راہی کے دل میں رچے بے ہوئے ہیں۔
یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے ساز بے آواز ہو چکے ہیں ان پر زخمہ
رکھنا رگوں کو گراں گزرتا ہے۔

تاز غیر اللہ ندارم بیچ امید
یا مرا شمشیر گرداں یا کلید
خود بدانی قدر تن از جاں بود
قدر جاں از پرتو جاناں بود (رومی)

آپ ﷺ خود ہی اپنے مقام و مرتبہ کو جانتے ہیں جس طرح جسم اپنی جان
سے واقف ہوتا ہے اور جان کی قدر و قیمت پرتو جاناں سے ہوتی ہے۔ لہذا
آپ ﷺ کا سایہ نہیں اس لیے کوئی بھی نہیں جان سکتا آپ کا مقام و مرتبہ کتنا
بلند ہے۔

میں نے غیر اللہ سے کبھی بھی امید نہیں رکھی۔ اس لیے آپ مجھے اس مرض سے
کلید شفاء عطا فرمادے۔

آہ زان دردے کہ در جان و تن است
گوشہ چشم تو دار وے من است
تلخی او را فریم از شکر
خندہ ہا در لب بدوزد چارہ گر

وہ آواز جو میرے سینے میں پرورش پاتی ہے وہ کہاں سے آتی ہے؟ آپ کی
پھونک سے سینکڑوں پھول کھلتے ہیں۔ وہ پھونک کہاں سے آتی ہے؟ میرے
نغمے میری گلے میں دم توڑ دیتے ہیں۔ میرے سینے کی آہیں سینے میں گھٹ کر رہ

گئیں ہیں۔ مجھ میں سوزِ جگر باقی نہیں رہا۔ صبح کے وقت قرآن کی تلاوت میں
حلاوت باقی نہیں رہی۔

آہ! وہ درد جو کہ میرے جسم و جاں میں رچ بس گیا ہے۔ اس درد کا دارو آپ کی
ایک نظرِ کرم ہے۔

گر چہ کشتِ عمر من بے حاصل است
چیزے دارم کہ نامِ او دل است
دارمش پوشیدہ از چشمِ جہاں
کز سمِ شبدیز تو وارد نشاں!
بندۂ را کو نخواہد سازد برگ
زندگانی بے حضورِ خواجہ مرگ!

(پس چہ باید کرداے اقوام شرق ۱۰۰)

اگر چہ میری کشتِ عمر ختم ہونے کے قریب ہے اور میرے پاس دل کے سوا کچھ
بھی نہیں۔

اس دل کو دنیا سے پوشیدہ رکھتا ہوں۔ کیوں کہ یہ دل آپ کی محبت سے داغدار
ہے۔ انسان نے دنیاوی مال کیا کرنا اس کے لیے ساز و برگ کس کام کے؟
کیونکہ آپ کی حضوری کے بغیر زندگی موت ہے۔

اے کہ دادی کرد را سوزِ عرب
بندۂ خود را حضورِ خود طلب
بندۂ چوں لالہ داغِ درجگر
دوستانش از غنم او بے خبر
بندۂ اندر جہاں نالا چوں نئے
تفتہ جاں از نغمہ ہائے پے بہ پے

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

در بیاباں مثل چوب نیم سوز
کارواں بگذشت و من سوزم ہنوز
جاں ز مہجوری بنالدور بدن
نالہ من وائے من! اے وائے من

(پس چہ باید کرداے اقوام شرق ۵۲)

آپ نے گردوں کو سوزِ عرب عطا کیا اور اپنے بندے کو خود آپ نے اپنے
دربار میں بلایا آپ کا یہ غلام اپنے جگر میں گلاب کے پھول کی طرح آپ کی
محبت کا داغ رکھتا ہے۔

لیکن میرے دوست میرے اس غم سے بے خبر ہیں۔
آپ کا یہ غلام بانسری کی طرح رور و کر فریاد کر رہا ہے۔
یہ نغمہ ہائے فریاد زور شور سے جاری ہے۔

بیاباں میں سلگتی ہوئی لکڑی کی طرح میں بھی سلگ رہا ہوں اور آپ کی محبت کا
کارواں جاچکا ہے۔

آپ کے ہجر میں میرے جسم کے اندر میری روح رور ہی ہے۔ ہائے میرا رونا
اور میں۔

فقرو شاہی وارداتِ مصطفیٰ است
اس تجلیہائے ذاتِ مصطفیٰ است
اس دو قوت از وجودِ مومن است
اس قیام و آں وجودِ مومن است

(پس چہ باید کرداے اقوام شرق ۵۵)

فقیری بادشاہی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت یہ ساری تجلیاں ذات
مصطفیٰ ﷺ سے نصیب ہوتی ہیں۔

﴿ ۶۱ ﴾

ان دو قوتوں سے مومنوں کا وجود تشکیل پاتا ہے۔ فقیری اور بادشاہی مومن کا قیام ہے اور محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مومن کا سجدہ۔

رمز دین مصطفیٰ دانی کہ چست
فاش دیدن خویش را شاہنشہی است

(پس چہ باید کرداے اقوام شرق ۷)

چست دیں؟ دریا فتن اسرارِ خویش
زندگی مرگ است بے دیدارِ خویش

(پس چہ باید کرداے اقوام شرق ۵۸)

تو جانتا ہے کہ دین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رمز کیا ہے اپنے آپ کو پالینا ہی بادشاہی ہے۔

اپنے اسرار کو پالینا دین ہے اور اپنے آپ سے بے خبری کی زندگی موت بن جاتی ہے۔

سوال: علامہ صاحب:

اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو معراج کی دولت سے سرفراز فرمایا۔ یہ انسانی ارتقاء کی بلند ترین منزل تھی۔ اس بارے میں اپنے خیالات سے مستفید فرمائیں۔

اقبال:

سبق ملا ہے یہ معراج مصطفیٰ سے مجھے
کہ عالم بشریت کی زد میں ہے گردوں

(بال جبریل: ۴۴)

برمقام خود رسیدن زندگی ست
ذات را بے پردہ دیدن زندگی ست

مزید سنیں:

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

﴿ ۶۲ ﴾

ترجمہ: زندگی نام ہے اپنے حقیقی مقام تک پہنچنے کا اور یہاں ذات حق کا بے پردہ مشاہدہ کرنے کا۔

شب معراج:

اختر شام کی آتی ہے فلک سے آواز
سجدہ کرتی ہے سحر جس کو وہ ہے آج کی رات
رہ یک گام ہے ہمت کے لئے عرش بریں
کہہ رہی ہے یہ مسلمان سے آج کی رات

(بانگ دورا: ۲۸۱)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

ندائے رسول ﷺ

اور

اقبالِ رحمۃ اللہ علیہ

مسلمان آں فقیر کج کلا ہے
رمیداز سینہ او سوزِ آ ہے
دش نالدا چرا نالدا؟ نداند
نگا ہے یا رسول اللہ نگا ہے

(ارمغانِ حجاز: ۳۸)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

عشق رسول ﷺ

اور

اقبال رحمۃ اللہ علیہ

آبروئے ماز نامِ مصطفیٰ است

از دم سیراب آں امی لقب
او دے در پیکرِ آدم نہاد
در جہاں آئین نو آغاز کرد
ہر خدا وند کہن را او شکست
عقل را او صاحب اسرار کرد
از کلید دین در دنیا کشاد
لالہ رست از ریگ صحرائے عرب
او نقاب از طلعت آدم کشاد
مسند اقوام پیشین در نورد
ہر کہن شاخ از نم او غنچہ بست
عشق را او تیغ جوہر دار کرد
ہجو او بطن ام گیتی نزاو

دین او آئین او تفسیر کل

در جہین او خطِ تقدیر کل

(ارمغان حجاز: ۳۶)

سوال: علامہ صاحب!

اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو امت کی شفاعت کا اختیار مبارک عطا فرمایا ہے۔ اس بارے میں آپ کا عقیدہ کیا ہے؟

اقبال: میں نے اپنا عقیدہ وایمان ان اشعار میں دعا کی شکل میں رقم کیا ہے۔

تو غنی ازہر دو عالم من فقیر

روز محشر عذر ہائے من پذیر

گر تو می بنی حسابم ناگزیر

از نگاہ مصطفیٰ پنہاں بگیر

ترجمہ: ”میرے اللہ تو دونوں جہانوں سے مستغنی ہے۔ تجھے کسی چیز کی ضرورت نہیں

لیکن میں عاجز اور فقیر بندہ ہوں۔ میرے مولا تو جانتا ہے میں بہت گنہگار

ہوں۔ لیکن میری ان خطاؤں کے کچھ عذر بھی ضرور ہیں۔ تو اگر اپنے فضل و

احسان سے میری کمزوریوں کو دیکھ کر میرے گناہوں کو معاف کر دے تو تیری

رحمت سے بعید نہیں لیکن اگر تو نے میرا حساب لینا ناگزیر جانا تو میری التجا ہے کہ

تو خود جو چاہے میرے ساتھ سلوک فرمانا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے

میرا حساب کتاب لے کر مجھے شرمندہ ہونے سے بچائے رکھنا۔

اسی عقیدہ وایمان کو دوسرے مقام پر یوں عرض کیا ہے:

پایاں چوں رسد این عالم پیر

شو دے پردہ ہر پوشیدہ تقدیر

مکن رسوا حضور خواجہ را

حساب من ز چشم او نہاں گیر

ترجمہ: ”یا اللہ جل جلالہ!“

قیامت کے دن جب ہر شخص کی تقدیر ظاہر ہونے کا وقت آئے گا تو یہ سیاہ کار

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

کمزور شخص بھی اپنا اعمال نامہ لے کر تیری بارگاہ میں پیش ہوگا تو میرا حساب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ سے چھپا کر لینا کیونکہ میں آپ ﷺ کی نظر میں رسوا ہونا پسند نہیں کرتا۔“

سوال: آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو مسلمان کے لیے کس قدر ضروری خیال کرتے ہیں؟

اقبال: میرے نزدیک عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمان کے ایمان کی روح ہے۔ یعنی اصل ایمان ہے۔ اس سے خالی شخص تن مردہ کے سوا کچھ نہیں۔

یہ فاقہ کش جو موت سے ڈرتا نہیں ذرا
روح محمد اس کے بدن سے نکال دو
فکر عرب کو دے کے فرنگی تخیلات
اسلام کو حجاز و یمن سے نکال دو

(ارمغان حجاز: ۱۳۶)

یہی وہ دولت عشق ہے جس کے بارے میں کہہ چکا ہوں۔

بھی عشق کی آگ اندھیر ہے

مسلمان نہیں خاک کا ڈھیر ہے

سوال: آپ کے نزدیک رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہتا کیسا ہے؟

اقبال: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ”یا“ کے ساتھ پکارنا میرے ایمان کا حصہ ہے۔

مسلمان آں فقیر کج کلا ہے

رمید از سینہ او سوزو آ ہے

دلش نالد چرا نالد نداند

نگاہے یا رسول اللہ نگاہے

(ارمغان حجاز: ۳۸)

ترجمہ: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمان کے سینہ میں درد و سوز اور فراقِ محبوب میں تڑپنے پھڑکنے کی حس باقی نہیں رہی۔

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ نادان مسلمان آپ کو فراموش کر چکے ہیں۔ ان کی نگاہیں آپ کے پیکرِ حسن کے بجائے دیگر پیکرِ انِ حسن کی طرف متوجہ ہیں۔ یہ اگر اپنی بدبختی پر ماتم بھی کرتے ہیں تو انہیں اصل مرض کا علم نہیں۔ لہذا انہیں اپنے بے پایاں کرم کا صدقہ ایک نگاہِ لطف سے نواز دیں تاکہ یہ پھر سے سنبھل سکیں۔

سوال: مسلمانوں کی ذلت و خواری کی وجہ؟

اقبال: امتِ مسلمہ کے افراد اپنے دلوں کو اپنے پیارے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یاد سے آباد نہیں کرتے۔ ان کے دل فراقِ محبوب میں تڑپتے نہیں۔ یہ اپنے پیغمبر کی محبت سے نا آشنا ہو گئے ہیں۔

شے پیش خدا بگریستم زار
مسلماناں چرا زارند و خوارند
ندا آمد نمی دانی کہ این قوم
دلے دارند و محبوبے ندارند

(ارمغانِ حجاز: ۷۸)

ترجمہ: ایک رات میں نے خدا کی بارگاہ میں زار و قطار روتے ہوئے فریاد کی کہ مسلمانوں کی خواری و ذلت کی وجہ کیا ہے؟ آواز آئی کیا تو نہیں جانتا کہ یہ لوگ دل تو رکھتے ہیں لیکن محبوب سے نا آشنا ہیں۔

مزید سنیں:

امتی باعث رسوائی پیغمبر ہیں
تھا براہیم پدر اور پسر آذر ہیں

ہاتھ بے زور ہیں الحاد سے دل خوگر ہیں
بت شکن اٹھ گئے باقی جو رہے بت گر ہیں

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بادہ آشام نئے بادہ نیا خم بھی نئے
حرم کعبہ نیابت بھی نئے تم بھی نئے
وہ بھی دن تھے کہ یہی مایہ رعنائی تھا نازش موسم گل لالہ صحرائی تھا
جو مسلمان تھا اللہ کا سودائی تھا کبھی محبوب تھا یہی ہرجائی تھا
کسی یک جائی سے اب عہد غلامی کر لو
ملت احمد مرسل کو مقامی کر لو

منفعت ایک ہے اس قوم کی نقصان بھی ایک ایک ہی سب کا نبی دین بھی ایمان بھی ایک
حرم پاک بھی، اللہ بھی، قرآن بھی ایک کچھ بڑی بات تھی ہوتے جو مسلمان بھی ایک

فرقہ بندی ہے کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں
کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں
کون ہے تارک آئین رسول مختار مصلحت وقت کی ہے کس کے عمل کا معیار
کس کی آنکھوں میں سما یا ہے شعارِ اغیار ہو گئی کس کی نگہ طرزِ سلف سے بیزار
قلب میں سوز نہیں روح میں احساس نہیں
کچھ بھی پیغامِ محمد کا تمہیں پاس نہیں

(ہاتفِ راز: ۲۳۱، ۲۳۲)

سوال: آپ نظریہ مقصودِ کائنات پر روشنی ڈالیں گے؟
اقبال: میری رائے میں بلکہ اسے میری رائے نہ سمجھیں بلکہ یہ قرآن و سنت کی رائے کہ
حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقصودِ کائنات ہیں۔
میں عرض کر چکا ہوں:

ہو نہ یہ پھول تو بلبل کا ترنم بھی نہ ہو
چمن دہر میں کلیوں کا تبسم بھی نہ ہو
یہ نہ ساتی ہو تو پھر مے بھی نہ ہو خم بھی نہ ہو
بزم توحید بھی دنیا بھی نہ ہو تم بھی نہ ہو

چشم افلاک کا ایتادہ اسی نام سے ہے
نبض ہستی تپش آمادہ اسی نام سے ہے

(بانگِ در: ۲۳۲)

سوال: مسلمانوں کے عروج کا ذریعہ کیا ہو کہ پستی بلندی سے بدل جائے؟

اقبال: قوتِ عشق سے ہر پست کو بالا کر دے

دہر میں اسمِ محمد سے اجالا کر دے

(بانگِ در: ۲۳۶)

سوال: حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے کے ثمرات پر کچھ فرمائیں؟

اقبال: اس کا جواب ذرا تفصیل طلب ہے۔ سنیں۔ خدائی فیصلہ ہے کہ

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں

یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

(بانگِ در: ۲۳۹)

مزید عرض کرتا ہوں:

ہر کہ عشقِ مصطفیٰ سامانِ اوست

بحر و بر در گوشہ دامنِ اوست

زانکہ ملتِ راحیات از عشقِ اوست

برگ و سازِ کائنات از عشقِ اوست

جلوہ بے پردہ اور وا نمود!

جوہرِ پنہاں کہ بود اندر وجود!

روح را جز عشقِ او آرام نیست

عشقِ او روزیت کو را شام نیست

(پیامِ مشرق: ۲۶)

ترجمہ: جس خوش قسمت کو عشقِ مصطفیٰ کی گراں بہا دولت نصیب ہوگئی یہ کائناتِ بحر و بر

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

اُس کے گوشہ دامن کی وسعت سے زیادہ نہیں رہے گی۔ اس لیے کہ ملت اسلامیہ کی زندگی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عشق سے وابستہ ہے۔ نہ صرف یہ بلکہ پوری کائنات کا حسن و جمال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و عشق کی خیرات ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی نے قدرت کے ان سربستہ رازوں کو کھولا جن پر پردہ پڑا ہوا تھا۔ انسان کی روح کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عشق کے بغیر قرار نہیں مل سکتا۔ یہ ہر وقت مضطرب رہتی ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عشق ایسے دن کی مانند ہے جس کی تابانی اور تابناکی کو کبھی زوال نہیں آ سکتا۔

سوال: علامہ صاحب! آپ بتائیں گے کہ امت مسلمہ کے مقدر میں در بدر کی ٹھوکریں کیسے رقم ہوئیں؟

اقبال: وجہ سن لیں کہ یہ سب کچھ کیوں ہوا؟

تاشعارِ مصطفیٰ از دست رفت
قوم را رمز بقا از دست رفت
آنکہ کشتے شیر را چوں گو سفند
گشت از پامال مورے درد مند
آنکہ از تکبیر او سنگ آب گشت
آنکہ عزش کوہ را کاہے ثمر د!
با توکل دست و پائے خود سپرد!

(اسرار و رموز ۲۸۲)

ترجمہ: شعاری مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا امت مسلمہ کے ہاتھ سے جانا گویا عروج کے فارمولے کے ضیاع کا سبب بنا ہے۔

مسلمان وہ تھا کہ جس کی تکبیر سے پتھر پانی ہو جاتا تھا یہ ایک بلبلے کی مانند عارضی وجود میں مطمئن ہو بیٹھا ہے۔ اس کے ارادے کے سامنے پہاڑ ایک روز ابن

جاتا تھا۔ اب یہ تو کل پر ہاتھ پیر چھوڑ بیٹھا ہے۔

سوال: اس صورت حال سے نکلنے کا چارہ کیا ہونا چاہئے؟

اقبال: دعا کرنی چاہئے۔ رسول کریم سے استمداد کی التماس کرنی چاہئے۔

ازاں فقرے کے با صدیق داوی

پشورے آوریں آسودہ جاں را

درون ما بجز دودِ نفس نیست

بجز دست تو مارا دست رس نیست

دگر افسانہ غم با کہ گوئم؟

کہ اندر سینہ ہا غیر از تو کس نیست

(ارمغان حجاز: ۷۲)

ترجمہ: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ فقر جو آپ نے حضرت صدیق اکبر کو بخشا تھا

(جس کی وجہ سے ان کا دل ہر وقت آپ کی یاد میں تڑپتا تھا) اس سے ہماری بے

حس روحوں میں بھی سوز و گداز پیدا فرمادیں۔ ہمارے دلوں میں آہ و بکا کے

دھویں کے علاوہ کچھ نہیں۔ آپ کے سوا کسی دوسرے تک رسائی نہیں جو ہماری

دست گیری کرے۔ میں افسانہ غم کہوں تو کس سے کہوں۔ ہمارے سینوں میں تو

آپ کے علاوہ اور کوئی بستا ہی نہیں۔

سوال: آپ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگ رہے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ

سے مانگیں۔ آپ اسے شرک نہیں سمجھتے جیسا کہ بعض لوگ کہتے کہ فقط اللہ

سے مانگنا چاہئے!

اقبال: جواب جاہلاں خاموشی باشد

جاہلوں کو جواب دینا خود جہالت ہے

آپ میرا عقیدہ سنیں!

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

فقیرم از تو خواہم ہرچہ خواہم
دل کو ہے خراش از برگ کاہم

(ارمغان حجاز: ۹۰)

ترجمہ: ”یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں فقیر بے بس اور محتاج ہوں۔ اس لیے جو کچھ مانگتا ہوں۔ آپ ہی سے مانگتا ہوں۔ میری حیثیت فقط گھاس کے ایک پتے کی سی ہے۔ اس کی ایک پتی سے پہاڑ جیسا سنگین اور مستحکم تراش دیں۔ میں تو ہمیشہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نور نبوت کی خیرات طلب کیا کرتا ہوں آپ بھی یہ طریقہ یاد کریں۔“

سوال: آپ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نور بھی مان لیا۔ حالانکہ بعض لوگ.....
اقبال: آپ کی بات ٹوک رہا ہوں۔ بد عقیدہ لوگوں کو اگر مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سمجھ میں نہیں آیا تو اس سے یہ تو لازم نہیں آتا ہے کہ ہم اپنا عقیدہ بیان کرتے ہوئے ہچکچائیں۔ میں تو پورے زور سے کہتا ہوں:

علم پاک:

لوح بھی تو قلم بھی تو تیرا وجود الکتاب
گنبد آگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب

وجہ تخلیق کائنات:

عالم آب و خاک میں تیرے ظہور سے فروغ
ذرہ ریگ کو دیا تو نے طلوع آفتاب

حسن مبارک:

شوکت سخر و سلیم تیرے جمال کی نمود
فقر جنید و بایزید تیرا جمال بے نقاب

مختار نبی:

تیری نگاہ ناز سے دونوں مراد پا گئے
عقل غیاب و جستجو عشق حضور وا اضطراب

استمداد:

تیرہ و تار ہے جہاں گردش آفتاب سے
طبع زمانہ تازہ کر جلوۂ بے نقاب سے

سوال: علامہ صاحب!

نماز میں اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تصور آ جائے تو نماز ہو جائے گی؟ بعض
لوگوں کا خیال ہے کہ اس سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔

اقبال: میرا اس بارے میں عقیدہ ہے کہ۔

شوق تیرا اگر نہ ہو میری نماز کا امام
میرا قیام بھی حجاب میرا سجود بھی حجاب

(ضرب کلیم: ۱۱۳، ۱۱۴)

سوال: خاکِ مدینہ کے بارے میں آپ کا خیال؟

اقبال: خاکِ مدینہ میری آنکھ کا سرمہ ہے۔

خیرہ نہ کر سکا مجھے جلوہ دانش فرنگ

سرمہ ہے میری آنکھ کا خاکِ مدینہ و نجف

سوال: بعض لوگ محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو توحید کے منافی سمجھتے ہیں؟

اقبال: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہی توحید کے لیے زرخیزی کا باعث ہے۔

ورنہ ابو جہل سے بڑا موحد کون ہوگا۔ سنیں!

معنی حرم کئی تحقیق اگر

بنگری با دیدہ صدیق اگر

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

قوتِ قلب و جگر گردِ نبی
از خدا محبوب تر گردِ نبی

(رموز بے خودی: ۲۲۸)

ترجمہ: مری باتوں کی حقیقت یہ ہے کہ تجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چشم مبارک سے دیکھنا چاہئے۔ اس عمل سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت قلب و جگر میں بس جائے گی۔ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت خدا کی محبت سے زیادہ ہو جائے گی۔ اور یہی اصل توحید ہے۔

سوال: حاضر و ناظر کے بارے میں اپنا عقیدہ بیان فرمائیں؟
اقبال:

خیمہ در میدان الا اللہ ز دست
در جہاں شاہد علی الناس آمدست
شاہد حالش نبی انس و جاں
شاہد صادق ترین شاہداں!

(اسرار و رموز: ۶۰)

مرد مومن جب الا اللہ کا خیمہ گاڑ دیتا ہے تو وہ لوگوں کے اعمال پر گواہ بن جاتا ہے۔

پھر اس مرد مومن کے حال کے نگران خود حاضر و ناظر نبی صلی اللہ علیہ وسلم بن جاتے ہیں جو کہ جن و انس کے نبی ہیں۔ اور آپ اس طرح حاضر و ناظر ہیں کہ آپ کی حیثیت شاہدین پر شاہد کی ہے۔

سوال: یہ نور بصیرت کیا ہے؟

اقبال: عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی میرا نورِ بصیرت ہے جس کا تقاضا میں امت مسلمہ کے لیے کیا کرتا ہوں اور یہ تقاضا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کرتا ہوں۔ کیونکہ آپ ہی عطا فرماتے ہیں۔

بنالم زانکہ اندر کشورِ ہند
ندیدم بندہ کہ محرم تست!

ترجمہ: حضور یہ نالہ و فریاد صرف اس لیے کرتا ہوں کہ اس وقت ہندوستان میں آپ کے رازوں کا محرم کسی کو نہیں پاتا جو ان کا پرسان حال ہو۔

سوال: علامہ صاحب!

آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نور بھی مانتے ہیں۔ کبھی آپ استمداد کرتے نظر آتے ہیں۔ آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ صرف حیات مانتے ہیں بلکہ مالک و مختار بھی۔ جبکہ کچھ لوگوں کو یہ معاملات متنازعہ نظر آنے لگے ہیں۔ اس پر روشنی ڈالیں!

اقبال: ان معاملات میں میری رائے یہ ہے:

آپ اللہ تعالیٰ کے لطف کی حقیقی تصویر ہیں۔ آپ دوست، دشمن سب کے لیے رحمت ہیں۔

آپ دشمنوں کے لیے دامنِ رحمت کھول دیتے ہیں فتح مکہ کے دن لاثریب سے یہی پیغام ملتا ہے۔

آپ بطحا کے ساتھی ہیں۔ آپ کی چشمِ رحمت نے ہمیں مدہوش کر دیا ہے۔ دنیا میں ہم مے و مینا کی طرح سیرابی کا ذریعہ بن گئے ہیں۔

آپ نے حسب و نسب کے امتیازات ختم فرمادیئے۔ آپ کی دعوت نے اسے خس و خاشاک کی طرح جلا دیا۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

درمصافے پیش آں گردوں سریر
دُختر سردارِ طے آمد اسیر
پائے در زنجیر وہم بے پردہ بود
دخترک راچوں نبی بے پردہ کشید
چادر خود پیش روئے او کشید
روزِ محشر اعتبارِ ماست او
درجہاں ہم پردہ دار ماست او

(اسرار و رموز: ۲۰، ۲۱)

جنگ میں بادل آپ پر سایہ کرتے تھے۔
طے کے سردار کی بیٹی قیدی بن کر آئی۔ اس کے پاؤں میں بیڑی اور اس کا پردہ
اتر چکا تھا۔ آپ نے اپنا سر اقدس حیا مبارک سے جھکا لیا۔ ایک بیٹی کو جب
آپ نے بے پردہ دیکھا تو اپنی چادر مبارک اس کے سر پر ڈال دی۔ قیامت
کے روز آپ ہمارے اعتبار کا بھرم ہوں گے۔ آپ دنیا میں بھی ہمارے عیوب
کی پردہ پوشی فرمانے والے ہیں۔

لشکر پیدا کن از سلطانِ عشق
جلوہ گر شو بر سرفارانِ عشق

عشق کے سلطان سے ایک نئی فوج تیار کر اس سے تو فاران کی چوٹی پر جلوہ فگن ہو
جائے گا۔

عاشقی؟ محکم شواز تقلید یار
تاکنند تو شود یزداں شکار

عاشقی کو تقلید یار سے محکم کرنا چاہئے تاکہ تیرا تیر یزداں کو شکار کرنے کے قابل
ہو جائے۔

﴿۷۷﴾

در نگاہِ او یکے بالا و پست
با غلامِ خویش بر یکِ خواں نشست
آپ کی نگاہ میں تمام ایک جیسے ہیں بالا بھی اور پست بھی۔ آپ تو اپنے غلام
کے ساتھ ایک نشست پر بیٹھ جاتے ہیں۔
کامل بسطام در تقلید فرد
اجتناب از خوردنِ خربوزہ کرد
بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ اس تقلید کا فردِ کامل ہے۔ جس نے خربوزہ کھانے
سے اجتناب کیا کہ شاید آپ ﷺ نے خربوزہ نہ کھایا ہو۔
نسخہ کونین را دیباچہ اوست
جملہ عالم بندگان و خواجہ اوست
یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کائنات کے لیے دیباچہ ہیں ساری مخلوق آپ
کی غلام ہے اور آپ ان کے آقا۔

سوال: اسی موضوع پر مزید کچھ روشنی ڈالنا پسند فرمائیں گے؟ کہ یہ سفر محبت کیسے طے کرنا
چاہئے؟

اقبال: بمنزل کوش مانند ماہِ نو
دریں نیلی فضا ہر دم فزوں شو
مقام خویش گر خواہی دریں دیر
بخت دل بند راہِ مصطفیٰ رو

(ارمغانِ حجاز: ۱۲۳)

ترجمہ: ”اے مسلمان ماہِ نو کی طرح قدم بڑھاتا جاتا۔ کائنات کی اس فضا میں ہر گھڑی
ترقی کی راہ پر گامزن رہ!
اگر تجھے اس دنیا میں اپنے لیے بلند مقام کی خواہش ہے تو بس خدا سے لو لگا۔ اور

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی صراطِ مستقیم پر چلتا جا۔“

سوال: اس محبت کا صلہ؟

اقبال: دل ز عشق او توانا می شود

خاک ہم دوشِ ثریا می شود

ترجمہ: ”حضور علیہ السلام کے عشق سے ہی کمزور دل کو ایمان کی قوت ملتی ہے اور خاک

کے ذرے مقام و مرتبہ میں ثریا جیسے بلند ستارے کے برابر پہنچ جاتے ہیں۔“

در دلِ مسلم مقامِ مصطفیٰ است

آبروئے مازنامِ مصطفیٰ است

(اسرار و رموز: ۶۰)

طور موجے از غبارِ خانہ اش

کعبہ را بیت الحرم کا شانہ اش

ترجمہ: مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے قیام مسلمان کا دل ہے۔ ہماری عزت و

آبرو آپ کے اسم مبارک کے ساتھ قائم ہے۔

آپ کے دولت کدہ کی خاک سے طور جیسے پہاڑ تشکیل پاتے ہیں۔ آپ کا حجرہ

مبارک کعبے کا کعبہ ہے۔

کتر از آنے زاد قاتش ابد

کا سب آفرایش از ذاتش ابد

بوریا ممنونِ خوابِ راحتش

تاجِ کسریٰ زیرِ پائے اتش

وہ بوریا جس پر آرام فرماتے ہیں وہ نیند کے دوران آپ کے جسم اقدس سے

چھونے کی وجہ سے راحت پاتا تھا۔ دوسری طرف ایران کے بادشاہ کسریٰ کا

تاج صحابہ کے پاؤں کے نیچے رل رہا تھا۔

وقت ہیجا تیغ او آہن گداز
دیدہ او اشکبار اندر نماز
ورد عائے نصرت آ میں تیغ او
قاطع نسلِ سلاطین تیغ او

جنگ کے وقت آپ کی تلوار مبارک لوہے کو بھی پگھلا دیتی ہے اور نماز میں آپ
کی آنکھ مبارک آنسوؤں سے تر ہو جاتی ہے۔

آپ کی تلوار مبارک دعائیں فتح کی امین بن جاتی تھی۔ یہ تلوار بڑے بڑے
سرکش سلطانوں کی گردنیں اڑا دیتی تھی۔

در جہاں آئین نو آغاز کرد
مسند اقوام پیشیں در نورد
از کلید دیں در دنیا کشاد
ہمچو او بطن ام گیتی نژاد

آپ نے جہان میں ایک آئین نو کی بنیاد رکھی۔ سابقہ اقوام کی مسندوں نے اپنے
دروازے وا کر دیئے۔

دین کی کلید سے دنیا کا دروازہ بھی کھول دیا، ایسا لگا جیسے نئی دنیا، نیا جہاں آباد ہو گیا ہو۔

در شبستانِ حرا خلوت گزید
قوم و آئین و حکومت آفرید
ماند شبہا چشم او محروم نوم
تابہ تخت خسروی خوابید قوم

(اسرار و رموز: ۶۰)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

ایک طرف آپ شبستانِ حرا میں خلوت گزریں ہوتے ہیں دوسرے طرف قوم
کے لیے حکومت اور حکومت کے لیے آئین تیار فرما رہے ہیں۔
رات ترستی ہے کہ آپ مجھ میں نیند کو آرام بخشیں۔ تاکہ ساری امت آپ کے
تحت خسروی کے سائے میں آرام وہ نیند کے مزے لوٹے۔

☆☆☆☆☆

حیات النبی ﷺ

اور

اقبال رحمۃ اللہ علیہ

محبت از نگاہش پاکدار است
سلوکش عشق و مستی را عیار است
مقاش عبده آمد و لیکن
جهان شوق را پروردگار است

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

سوال: مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کیسے پڑھنا چاہئے؟
اقبال: ہر کسی کو اپنے اپنے ذوق کے مطابق ہدیہ درود و سلام پیش کرنا چاہئے۔ درود شریف پڑھتے وقت میری کیفیت حسب ذیل شعر میں بیان ہو چکی ہے۔

چوں بنامِ مصطفیٰ خوانم درود
از خجالت آب میگزود وجود

(پس چہ باید کرداے اقوام شرق: ۳۷)

ترجمہ: میں جب اپنے پیارے آقا علیہ السلام کو مخاطب کر کے درود پاک پڑھتا ہوں تو اپنے حال کو دیکھ کر شرمندگی اور احساس ندامت سے پانی پانی ہو جاتا ہوں۔

سوال: آپ کوئی دعا بھی کرتے ہیں؟
اقبال: ہاں! میں اپنے نور بصیرت کو عام کرنا چاہتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے یہی دعا کرتا ہوں۔

خدایا آرزو میری یہی ہے
میرا نور بصیرت عام کر دے
عبد دگر عبدہ چیزے دگر
ما سراپا انتظار او منتظر

عام عبد اور عبدہ میں بڑا فرق ہے۔ ہم انتظار کرنے والے ہیں اور اس کا انتظار کیا جا رہا ہے۔

سوال: علامہ صاحب!
کیا انسان مرکز مٹی میں مل جاتا ہے؟ جیسا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے۔
اقبال: مسلم تودہ خاک نہیں کہ خاک اُسے جذب کر سکے یہ ایک قوت نورانیہ ہے کہ جامع ہے۔ جو اہر موسویت (علیہ السلام) اور ابراہیمیت (علیہ السلام) کی آگ سے چھو جائے تو برد و سلام بن جائے۔ پانی اس کی ہیبت سے خشک ہو جائے آسان وزمین

میں یہ نہیں سما سکتی کہ یہ دونوں ہستیاں اس میں سمائی ہوئی ہیں۔ پانی کو آگ جذب کر لیتی ہے۔ عدم بود کو کھا جاتا ہے۔ پستی بلندی میں سما جاتی ہے۔ مگر جو قوت جامع متضاد ہو اور محلل تمام تناقضات کی ہو اسے کون جذب کرے۔

مسلم کو موت نہیں چھو سکتی کہ اس کی قوت حیات و موت کو اپنے اندر جذب کر کے حیات و موت کا تناقض مٹا چکی ہے۔ مسلم حنیف جذبات تناقض یعنی قہر و محبت کو اپنے قلب کی گرمی سے تحلیل کرتا ہے اور اس کا دائرہ اثر اخلاقی تناقضات تک ہی محدود نہیں بلکہ تمام طبعی تناقضات پر بھی حاوی ہے۔ پھر مسلم حاصل ہے محدثیت کا اور وارث ہے موسویت علیہ السلام اور ابراہیمیت کا۔ کیونکر کسی شے میں جذب ہو سکتا ہے۔ البتہ اس زمان و مکان کی مقید دنیا کے مرکز میں ایک ریگستان ہے جو مسلم کو جذب کر سکتا ہے اور اس کی قوت جاذبہ بھی ذاتی اور فطری نہیں بلکہ مستعار ہے ایک کف پا سے جس نے اس ریگستان کے چمکتے ذروں کو کبھی پامال کیا تھا۔ (مکاتیب اقبال بنام گرامی ص ۱۲۷-۱۲۸)

سوال: مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اپنا عقیدہ بیان فرمائیں؟
اقبال: میں نے نیاز الدین خاں صاحب کو ایک خط تحریر کیا تھا وہ بخوبی اس معاملے پر

وضاحت کر دے گا۔ وہ خط حسب ذیل ہے:

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت مبارک ہو۔ اس زمانے میں یہ سعادت کی بات ہے۔ قرآن شریف کثرت سے پڑھنا چاہئے تاکہ قلب نسبت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیدا کرے۔ اس نسبت محمدیہ کی تولید کے لیے یہ ضروری نہیں کہ قرآن کے معنی بھی آتے ہوں۔ خلوص اور محبت کے ساتھ محض قرأت کافی ہے۔

میرا عقیدہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں اور اس زمانے کے لوگ بھی ان کی صحبت سے اسی طرح مستفیض ہوتے ہیں جس

﴿۸۴﴾

طرح صحابہ ہوا کرتے تھے۔ لیکن اس زمانے میں تو اس قسم کے عقائد کا اظہار بھی اکثر دماغوں کو ناگوار ہوگا۔ اس واسطے خاموش رہتا ہوں۔“
(مکاتب اقبال بنام خان نیازالدین خان ص ۵۹-۶۰)

سوال: علامہ صاحب! یہ فرمائیں کہ اب والدین کو اپنی اولاد کی پرورش کن خطوط پر کرنی چاہئے کہ وہ صحیح العقیدہ مسلمان بن سکیں؟

اقبال: میں ہر والد کے لیے وہی باتیں تجویز کرتا ہوں جو میرے والد نے مجھے ارشاد فرمائی تھیں۔

میرے والد نے مجھے کہا تھا۔

اند کے اندیش و یاد آراے پسر
اجتماع امت خیر البشر
باز این ریش سفید من نگر
لرزہ بیم و امید من نگر
بر پدر این جور نازیبا مکن
پیش مولا بندہ را رسوا مکن

ترجمہ: ”اے بیٹے ذرا سوچ جب قیامت کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کا اجتماع ہوگا اور میرا اس جواب طلبی پر سفید داڑھی کے ساتھ امید و خوف کی حالت میں کانپنا دیکھ۔“

”بیٹے اپنے باپ پر یہ ناروا ظلم نہ کر اور اسے اپنے مولا کے سامنے شرمندہ نہ کر۔“

غنچہ از شاخسار مصطفیٰ
گل شو از باد بار مصطفیٰ! ﷺ
از بہارش رنگ و بو باید گرفت
بہرہ از خلق او باید گرفت

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

فطرت مسلم سراپا شفقت است
در جهان دست و زبانش رحمت است
از قیام او اگر دو راستی!
زمیان محشر ما نیستی!

(اسرار و رموز: ۱۵۰، ۱۵۲)

ترجمہ: ”بیٹا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شاخ کا غنچہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارِ بہاری کے فیض سے گل تمام بن جا۔“

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ اور خلقِ عظیم سے بہرہ ور ہونا ضروری ہے۔ مسلمان فطرتاً سراپا شفقت ہے اور جہان میں اس کے ہاتھ اور اس کی زبان سراسر رحمت ہے۔

اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاقِ حسنہ اور خلقِ عظیم سے تو کما حقہ بہرہ ور نہیں تو پھر تجھے ہم سے کوئی نسبت نہیں۔

سوال: علامہ صاحب! رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی کا صلہ آپ کی نظر میں کیا ملتا ہے؟

اقبال: سنیں۔

ہم چناں از خاک خیزد جانِ پاک
سوئے بے سوئی گریزد جانِ پاک
در رہ او مرگ و حشر و حشر و مرگ
جز تب و تابے ندارد ساز و برگ
در فضائے صد سپہر نیلگوں
غوطہ پیہم خوردہ باز آید بروں
می کند پرواز در پہنائے نور
مجلس گیرندہ جبریل و حور

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

تاز ما زاغ البصر گیر نصیب
بر مقام عبده گردد رقیب

عاشقانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر چہ خاک سے جنم لیتے ہیں مگر اطراف
وجہات کی قیود توڑ کر اس محبوب..... کی طرف پرواز کرتے ہیں۔
اس کی راہ میں مرگ اور حشر سب ہیچ ہو جاتے ہیں۔ ان کا ساز و برگ صرف
تب و تاب پیہم اور سوز دوام ہے۔

وہ اس نیلگوں آسمان اور اس جیسے سینکڑوں آسمانوں کی فضا میں پرواز کر کے اور
غوطے کھا کر پھر اس فضا سے نکل آتے ہیں۔

اور وہ غلام ایک فضائے نور میں پرواز کرتا ہے۔ جہاں اسے یہ قوت حاصل ہو جاتی
ہے کہ وہ جبریل علیہ السلام فرشتوں اور حوروں سب کو اپنی گرفت میں لاسکتا ہے۔
اس وسعت نورانی اور فضائے نور میں اسے وہ ارتقا حاصل ہوتا ہے کہ وہ خیر
البشر اور نورانی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں کے صدقے دیدارِ الہی
سے مشرف ہوتا ہے۔

اور اسے پھر اسے مازاغ البصر و ماطنعی (نہ نظر کج ہوئی اور نہ اس نے کم و زیادہ
دیکھا) سے حصہ ملتا ہے اور وہ عبده (اللہ کے بندے) کا ساتھی بن جاتا ہے۔

سوال: علامہ صاحب! مومن کے اخلاق کے بارے میں ارشاد فرمائیں۔

جواب: اقبال۔

فطرت مسلم سراپا شفقت است
در جہاں دست و زبانش رحمت است
طینت پاک مسلمان گوہر است
آب و تابش ازیم پیغمبر است

(جادو پتہ ۱۵۱)

ترجمہ: فطرت مسلم سراپائے شفقت ہے۔ دنیا میں اس کے ہاتھ اور زبان سے رحمت و محبت ہی کا ظہور ہوتا ہے۔

مسلمان کی طبیعت ایک موتی کی طرح ہے۔ اس موتی کو چمک، دمک رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سمندر سے ملتی ہے۔

سوال: علامہ صاحب اسوۂ حسنہ اور سنت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بارے ارشاد فرمائیں۔

اقبال: میرے نزدیک اسوۂ حسنہ دیدار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ذریعہ ہے۔ سنیں: میں عرض کر چکا ہوں۔

معنی دیدار آں آخر زماں
حکم او بر خویشتن کردن رواں
در جہاں زمی چوں رسول انس و جاں
تا چو او باشی قبول انس و جاں
باز خود راہیں ہمیں دیدار اوست
سنت اور سرے از اسرار اوست

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اتباع اور پیروی کا نام ہی دیدار رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ہے۔ دنیا میں اس طرح زندگی گزارو جس طرح آپ کا اسوۂ حسنہ تلقین کرتا ہے۔ اگر تم اس طرح کرو گے تو تم کو جن و انس سب میں قبولیت حاصل ہو جائے گی۔ آپ کی سنت کی پیروی میں ڈوب کر خود شناسی حاصل کرو یہی آپ کا دیدار ہے یاد رکھو کہ آپ کا اسوۂ حسنہ اور آپ کی سنت آپ کے اسرار میں سے ایک سر ہے۔

سوال: علامہ صاحب! نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ”نقشِ پا“ کے بارے میں اپنا عقیدہ بیان فرمائیں۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

اقبال:

نقش پائش خاک را بینا کنند
ذره را چشمک زین سینا کنند
نقش ادگر سنگ گیرد، دل شود
دل گراز یادش نسوزد گل شود
در ره حق تیز تر گردد تلکش
گرم تر از برق، خون اندر رگش
بیم و شک میرد، عمل گیرد حیات
چشم می بیند، ضمیر کائنات

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نقش قدم میں وہ اکسیر ہے جو خاک کو بینائی عطا کرتی ہے اور وہ تاثیر ہے کہ بے مایہ ذرے کو رشک کوہ سینا کرتی ہے۔ جس دل میں مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی یاد نہیں وہ ایک مشت خاک ہے۔

جس پتھر پر آپ کا قدم مبارک ثبت ہو جائے وہ دھڑکتے دل کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ ان کے نقش قدم پر چلنے سے رگوں میں خون، بجلی سے بھی زیادہ گرم ہو جاتا ہے اور راہ حق پر چلنے کی تگ و دو تیز ہو جاتی ہے۔

شک اور عدم یقین فنا ہو جاتے ہیں۔ زندگی عمل اور جدوجہد سے عبارت ہو جاتی ہے۔ چشم ایسی بینا ہو جاتی ہے کہ وہ ضمیر کائنات کے اندر جھانک لیتی ہے۔

مرنے والے مرتے ہیں لیکن فنا ہوتے نہیں
یہ حقیقت میں کبھی ہم سے جدا ہوتے نہیں
نگاہ عاشق کی دیکھ لیتی ہے پردہ میم کو ہٹا کر
وہ بزم یثرب میں آ کے بیٹھیں ہزار منہ کو چھپا چھپا کر

جو تیرے کوچے کے ساکنوں کا فضائے جنت میں دل نہ بہلا
تسلیاں دے رہی ہیں حوریں خوشامدوں سے منا منا کر
بہار جنت سے کھینچتا تھا ہمیں مدینے سے آج رضواں
ہزار مشکل سے اس کو ٹالا بڑے بہانے بنا بنا کر
لحد میں سوتے ہیں تیرے شیدا تو حور جنت کو اس میں کیا ہے
کہ شور محشر کو بھیجتی ہے خبر نہیں کیا سکھا سکھا کر
تیری جدائی میں خاک ہونا اثر دکھاتا ہے کیمیا کا
دیار یشرب میں آ ہی پہنچے صبا کی موجوں میں مل ملا کر
شہید عشق نبی کے مرنے میں بانگین بھی ہیں سو طرح کے
اجل بھی کہتی ہے زندہ باشی ہمارے مرنے پہ زہر کھا کر
رکھی ہوئی کام آ ہی جاتی ہے جنس عصیاں عجیب شے ہے
کوئی اسے پوچھتا پھرے ہے زہر شفاعت دکھا دکھا کر
تیرے ثنا گو عروس رحمت سے چھیڑ کرتے ہیں روز محشر
کہ اس کو پیچھے لگا لیا ہے گناہ اپنے دکھا دکھا کر

(اقبال اور محبت رسول از ڈاکٹر محمد طاہر فاروقی . ۱۳۹)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

مالک و مختار رسول ﷺ

اور

اقبال رحمتہ اللہ علیہ

وہ دانائے سبل مولائے کل ختم الرسل جس نے
غبارِ راہ کو بخشا فروغِ وادی سینا
نگاہِ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر
وہی قرآن وہی فرقاں وہی یسین وہی طہ

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

سوال: مسلمان کو اللہ تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ سے کیا مانگنا چاہئے؟

اقبال:

سر جھکا کر مانگ لے عشق نبی اللہ سے
جذبہ سیف الہی، زور علی اللہ سے
عشق ختم الانبیاء تیرا اگر سامان ہے
زندگی کا ہر سفر تیرے لیے آسان ہے
تو صبا کی طرح کر سکتا ہے گلشن سے سفر
تازہ کر سکتا ہے آئین صدیق و عمر
ہاتھ میں لے کر یہ خنجر اور سپر قرآن کی
تو اگر چاہے بدل دے زندگی انسان کی
اے جوانِ پاک اٹھ گردش میں لا پھر جام کو
عام کر دے لَا وَ إِلَّا اللہ کے پیغام کو

سوال: علامہ صاحب! اگر محسوس نہ فرمائیں تو عرض کروں کہ دیکھیں آپ بار بار نبی

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پکار رہے ہیں جب کہ پکارنا.....

اقبال: آپ صرف میرا عقیدہ سنتے رہیں۔ اپنی یا دوسروں کی باتیں کم کریں۔ میرا

عقیدہ بارگاہِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ ہے کہ میں آپ کو نہ

صرف پکارتا ہوں بلکہ اپنے دوستوں کے لیے استمداد بھی کرتا ہوں۔

حضورِ تو غمِ یاراں بگویم

بامیدے کہ وقتِ دلنوازی است

نالم از کسے مے نالم از خویش

کہ ما شایان شان تو نبودیم

(ارمغانِ حجاز: ۵۳)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

ترجمہ: ”یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے یہ جرأت کہاں کہ آپ سے کچھ عرض کروں۔ اس وقت آپ کی دلنوازی کا جلوہ پوری آب و تاب سے چمک رہا ہے۔ اس لیے یہ غلام اپنے احباب کا غم آپ کی بارگاہ عالی میں عرض کر رہا ہے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کسی غیر سے استمداد نہیں کر رہا بلکہ اپنے لیے نالہ کناں ہوں اور شرمندہ ہوں کہ ہم آپ کے شایان شان نہ تھے۔ (لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کی امت میں پیدا فرمادیا۔ اب اپنی چادر رحمت سے باہر نہ رکھیو۔“

مزید سن لیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے استمداد کے بارے میں میرا عقیدہ بالکل واضح ہے۔

یک نظر کر دی و آداب فنا آموتی
اے خنک روزے کہ خاشاک مراد اسوتی

(ارمغان حجاز: ۵۴)

ترجمہ: ”یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے اپنی نگاہ لطف سے مجھے نوازا اور اپنی محبت میں فنایت کے آداب سکھا دیئے۔ وہ کتنا خوشگوار دن تھا جب آپ کی نظر کرم ہوئی اور میرے نفس کی تمام آلائشیں جل کر ختم ہو گئیں۔“

بیا اے ہم نفس باہم بنا لیم
من و تو کشتہ شانِ جمالیم
دو حرفے بر مرادِ دلِ بگویم
پاپائے خواجه چشماں را بمالیم

(ارمغان حجاز: ۵۴)

ترجمہ: اے میرے ہم نفس تو اور میں دونوں جمالِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے گھائل ہیں۔ آدوئوں مل کر شہنشاہِ طیبہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں سراپائے فریاد بن جائیں۔ آپ کے قدمین شریفین سے اپنی آنکھیں بجز کے ساتھ ملیں اور پھر آپ کی بارگاہ میں رورو کے اپنی تمنا بیان کریں۔

حکیمان را بہا کمتر نہاوند
بناداں جلوۂ مستانہ دا دند
چہ خوش بنختے، چہ خرم روزگارے
در سلطان بہ دردیشے کشاوند

(ارمغان حجاز ۵۴)

ترجمہ: بارگاہِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حکیموں اور چودھریوں کی بارگاہ نہیں ہے یہاں
پر غلامِ حسن کے جلوے کی خیرات سے اپنی جھولی بھر سکتا ہے۔ بے سرو سامانوں
کو سلطانِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ سے زندگی ملتی ہے۔ نصیب
ملتا ہے اور زمانے کی تقدیر بدلنے کا اختیار ملتا ہے۔

در آں دریا کہ اور اساحلے نیست
دلیل عاشقاں غیر از وے نیست
تو فرمودی رہ بطحا گر فیتم
وگرنہ جز ثو مارا منزل نیست

ترجمہ: عشق وہ دریا ہے جس کا ساحل کوئی نہیں اس راستے میں دل ہی راہنما ہوتا ہے۔
یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ نے فرمایا تو میں مدینہ طیبہ کی طرف چلا
ورنہ آپ کے سوا میری کوئی منزل نہیں۔

گلستانے ز خاک من بر انگیز
نم چشم بخون لالہ آمیز
اگر شایان نیم تیغ علیٰ را
نگاہ ہے وہ چو شمشیر علیٰ تیز!
بنور تو بر افروزم نگہ را
کہ بینم اندرون مہر دمہ را

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

چومیگویم مسلمانم، بلرزم
کہ دائم مشکلاتِ لالہ را
مرا این ابتداء، این انتہا بس
خراب جرأت آں زید پاکم
خدارا گفت را مصطفیٰ بس

ترجمہ: میری خاک سے ایک گلستان پیدا فرمادیں۔ خون لالہ میں میرے آنسو ملا دیں۔ مولا علی شیر خدارضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلوار کے لائق تو نہیں مجھے آپ کی تلوار جیسی موثر نگاہ عطا فرمادیں۔

آپ کے نور مبارک سے اپنی نظر منور کر کے میں چاند اور ستاروں کے اسرار دیکھنا چاہتا ہوں۔ خود کو مسلمان کہتے ہوئے لرز جاتا ہوں کیونکہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہنا بڑا آسان ہے اور اس کو نبھانا بڑا دشوار۔

تیرے کوچے میں غم و آلام کی صدائیں بہت زیادہ ہیں۔ مجھے اتنا ہی آغاز و انجام کافی ہے۔ میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جرأت مبارکہ کا ثنا خواں ہوں جس نے کہا تھا مجھے اللہ کا رسول کافی ہے۔

چہ خوش صحرا کہ شامش صبح خندا است
شبس کوتاہ در دز او بلند است
قدم اے راہرو آہستہ تر نہ
چو ماہر ذرۂ او درد منداست
چہ خوش صحرا کہ در دے کارواں
درو دے خواندو محمل براند
بہ ریگ گرم او آور جودے
جبیں را سوتا دانے بماند!

ترجمہ: خوشا! یہ صحرا جہاں قافلے در قافلے بصد شوق رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود و سلام پڑھتے جا رہے ہیں اور دھوپ سے جھلسی ہوئی ریت پر اپنی پیشانیاں رگڑ کر سجدے کئے جا رہے ہیں۔

مدینہ طیبہ شام بھی صبح کی طرح مسکراتی ہے۔ یہاں کی راتیں چھوٹی اور دن لمبے ہوتے ہیں۔ اے مدینہ کے راہی قدم نرمی سے رکھ کر یہاں کے ذڑے بھی عشق سے لبریز ہوا کرتے ہیں۔

دریں وادی زمانی جادوانی
زخاکش بے صور روید معانی
حکیمان با کلیمان دوش بردوش
کہ اس جا کس نگوید 'لن ترانی'
تب و تاب دل از سوز غم تست
نوائے من ز تاثیر دم تست
بنالم زانکہ اندر کشور ہند
ندیدیم بندہ کو محرم تست

ترجمہ: اس وادی میں آ کر زندگی کو دوام ملتا ہے۔ ہر سمت یہاں ایمان کے پھول کھلے ہیں، ان کی صورتوں کا شمار ممکن نہیں۔ یہاں قدم قدم پر حکیم و کلیم سے ملاقات ہوتی ہے۔ کیونکہ یہ دربار لن ترانی کہنا جانتا ہی نہیں۔

آپ کی نظر کرم سے میری بات میں تاثیر پیدا ہوتی ہے۔ میرے دل میں آپ کے غم سے ایک حشر پھا رہتا ہے۔ ہندوستان کے بارے میں اس لیے روتا ہوں کہ اس دلیس میں آپ کا پہچاننے والا کوئی نہیں۔

پچشم من نگہ آوردہ تست
فروغ لا إله آوردہ تست

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

دو چارم کن بہ صبح مَن رَآنی
شَم راتاب مہ آوردہ تست!

ترجمہ: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!

آپ نے مجھے نظر بخشی۔ پھر مناظر کا ظہور ہوا، آپ نے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ سے میرے پیکر کو روشن فرمایا۔ اب مَن رَآنی فَقَدْ رَأَى الْحَقُّ کے ہنگامے سے مجھے بھی دو چار فرمادیں۔

چساں احوال او را بر لب آرم
قومی بنی نہان و آشکارم
ز رو دادِ دو صد سالس ہمیں بس
کہ دل چوں کندہ قصاب دارم!

نماند آں تاب و تب در خون نابش
ز روید لالہ از کشت خرابش
نیام او تہی چوں کیسہ او
بطاق خانہ ویراں کتابش

حق آں کہ مسکین و اسیر، است
فقیر و غیرت او دیر میرا است
بروئے او در سے خانہ بستہ
دریں کشور مسلمان تشنہ میرا است

ترجمہ: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!

آپ میرے ظاہر و باطن سے آگاہ ہیں مجھے بیان کی طاقت بھی نہیں۔ یہ صدیوں کی داستان الم ہے اور میرا دل قصاب کے کیے ہوئے تپے سے بھی زیادہ زخمی ہے۔

دل بے تب و تاب ہے۔ خون بے جان ہے۔ گل و لالہ کیا کھلیں؟ اس کا تو کھیت ہی ویران ہے۔ نیام خالی، کیسہ خالی، ایمان کی حالت یہ ہے کہ قرآن ہمارے گھروں میں طاقوں پر پڑا رہتا ہے۔

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!

اس مسکین و اسیر کو اپنے در کی خیرات عطا فرمادیں، اس میں فقر و غیرت کے چند ذرے ابھی باقی ہیں۔ اگرچہ تقدیر نے ان پر مے خانے کے دروازے بند کر دیئے ہیں۔ لیکن ہندوستانی غلام آپ کی محبت کا اب بھی پیاسا ہے۔

بیا ساقی بگرداں جام مے را

ز مے سوزند ترکن سوزِ نئے را

دگر آں دل بنہ در سینہ من

کہ ہچم پنچہء کاؤس وکے را

بصدیقِ فطرتِ زندانہ من

بسوزِ آہِ بیتابانہ من

بدہ آں خاک را ابر بہارے

کہ در آغوشِ گیرد دانہ من

چو رومی در حرمِ دامِ ازاں من

از آموختم اسرارِ جاں من

یہ دورِ فتنہء عصرِ کہن، او

بہ دورِ فتنہء عصرِ رواں من

ترجمہ: اے ساقی کوثر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!

پھر وہی جامِ مے گردش میں آنا چاہئے جو سوزِ مے کو مزید کیف و سرور عطا کرے

میرے سینے میں وہی دل پھر عطا ہو جو کاوشِ مے کے ساز کو توڑ ڈالے۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

آپ کو میری فطرت رندانہ کا واسطہ، آپ کو میری تب و تاب اور دل دیوانہ کا واسطہ۔ اس خاک کو سیراب کر کے اپنے دامنِ رحمت میں لے لیں تاکہ میرا ہر دانہ بار آور ہو جائے۔

یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم!

میری اذال اور میرا ترانہ فیضِ رومی سے روشن ہے اور میرا انداز سب سے جداگانہ ہے۔ مولانا روم علیہ الرحمہ کا زمانہ فتنہ عصر کہنہ تھا جب کہ میرا زمانہ فتنہ عصر سے بھرپور ہے۔

ملوکیت ہر اپا شیشہ بازی است

از وایمن نہ رومی، نے حجازی است

حضور تو غم یاراں گویم

بامیدے کہ وقت دل نوازی است

دگرگوں کرد لا دینی جہاں را

ز آثار بدن گفتند جاں را

ازاں فقرے کہ با صدیق دادی

بشورے آور ایں آسودہ جاں را

(ارمغان حجاز: ۷۲)

ترجمہ: اس ملوکانہ نظام سے بڑا فریب دنیا میں اور کوئی نہیں جس کے حلوں کو رومی روکتا ہے لیکن عرب مجبور ہو جاتا ہے۔

یہ باتیں اس لیے کر رہا ہوں یہ نوازش کا وقت ہے۔ اس لیے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے رفیقوں کا غم آپ کی بارگاہ میں عرض کر رہا ہوں۔

یہ جہاں شیوہ لا دینی سے دگرگوں ہے۔ جسم میں اگر جان ہو تو یہ لوگ اسے زندگی سمجھتے ہیں۔ دل میں بار بار یہ شور اٹھتا ہے کہ اسے وہ فقر عطا کریں جسے سیدنا صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خاص نسبت ہو۔

مراں از درد کہ مشتاق حضوریم
ازاں دروے کہ وادی نا صبوریم
بفرما ہرچہ می خواہی بجز صبر
کہ ما ازوے دو صد فرسنگ دوریم

فقیرم از تو خواہم ہرچہ خواہم
دل کو ہے خراش از برگ کاہم
مر درس حکیمان درد سرداد
کہ من پروردہ فیض نگاہم!

غریب در میان محفل خویش
تو خود گو با کہ گویم مشکل خویش
ازاں ترسم کہ پنہا شود فاش
غم خود را نگویم بادل خویش!

ہنوز ایں خاک داراے شرر ہست
ہنوز ایں سینہ را آہ سحر ہست
تجلی ریز بر چشم کہ بنی
بایں پیری مراتب نظر ہست؟

(ارمغان حجاز: ۹۰)

ترجمہ: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!

میں حضوری کا مشتاق ہوں، مجھے درد سے نہ دھتکاریں میرے دل کو ایک لمحے کے لیے بھی سکون میسر نہیں، میں آپ کا ہر حکم بجالانے کے لیے دل و جان سے تیار ہوں لیکن اب مجھ سے صبر نہیں ہوتا۔ صبر مجھ سے دو صد میل کے فاصلے پر ہے۔ یہ فقیر صرف آپ کے در اقدس پر ہاتھ پھیلاتا ہے۔ میرے تنکے جیسے دل کو پہاڑ

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

کی طرح مضبوط فرمادیں۔ حکیموں کا درس میرے سر درد کا باعث ہے کہ میری نگاہ تو آپ کی نگاہ فیض کی پروردہ ہے۔

آپ ﷺ ہی ارشاد فرمادیں!

میں اپنا غم، آپ کے سوا کس سے بیان کروں، میں تو اپنوں کی محفل میں بھی اجنبی رہتا ہوں، ڈرتا ہوں کہیں میرا غم ظاہر نہ ہو جائے۔ اسی لیے اپنا غم اپنے دل سے بھی چھپا کر رکھتا ہوں۔

میں ابھی اس پیکر خاکی میں شرر رکھتا ہوں، ابھی اپنے سینے میں آہ سحر رکھتا ہوں، آپ ایک بار سامنے آ کر مجھے اپنا جلوہ حسن دکھادیں میں اس بڑھاپے میں بھی تاب نظر رکھتا ہوں۔

ز شوقِ آموختم آں ہاؤ ہوئے
کہ از سنگے کشاید آب جوئے
ہمیں یک آرزو دارم کہ جاوید
ز عشق تو بگیرد رنگ و بوئے

ترجمہ: آپ کے شوق نے مجھے وہ انداز فغاں سکھایا ہے۔ میرے چاہنے سے سینہ سنگ نہریں رواں ہوتی ہیں۔

اس بڑھاپے میں میرے دل کا فقط یہ ارمان ہے کہ آپ کے رنگ و بو سے عشق جاوید عطا ہو جائے۔

ز سوزِ این فقیر رہ نشینے
بدہ او را ضمیر آ تشینے
دلش را روشن و پائندہ گرداں
زامیدے کہ زاید از یقینے

﴿۱۰۳﴾

مرا تنہائی و آہ و فغاں بہ
سوئے یثرب سفر بے کارواں بہ
کجا مکتب، کجا مئے خانہ شوق!
تو خود فرما مرا ایں بہ کہ آں بہ؟

پریدم در فضائے دلپذیرش
پیم ترگشت از ابر مطیرش
حرم تا در ضمیر من فرد رفت
سرودم آنچه بود اندر ضمیرش

(ارمغان حجاز: ۸۴)

ترجمہ: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم!

آپ مسلمان کو وہ ضمیر روشن عطا فرمادیں جو اس خاک نشین کے سوز سے پیدا ہو۔ دل کو امید سے درخشندہ و پائندہ فرمادیں کیونکہ یہ وہ روشنی ہے جو یقین سے پیدا ہوتی ہے۔

مدینہ طیبہ کے خوش تر سفر میں خلوت ہے، زاری ہے۔ مجھے قافلہ و بانگ درا کبھی بھی خوش تر نہیں رہی۔ مکتب اور مئے خانوں کی مستی میں فرق ہوتا ہے۔ اب تو ہی بتا مجھے کیا محبوب ہونا چاہئے۔

آپ کے فیضان کی برسات میری دمساز ہے اور کیسی پر کیف فضاؤں میں میری پرواز ہے۔ جب سے حرم پاک میرے دل میں بسا ہے اس وقت سے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باتیں آپ کی کرتا ہوں، فقط آواز میری ہوتی ہے۔

باں رازے کہ گفتم، پے نبردند
زشاخ نخل من خرما نخور دند
من اے میرا دم دا داز تو خواہم
مرا یاراں غز لخوائے شمر دند

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

زبان ماغریباں از نگا پست!
حدیث درد منداں اشک و آہ پست!
کشادم چشم و بر بستم لب خویش
خن اندر طریق ماگنا پست!

نم و رنگ از دم بادے نخویم
ز فیض آفتاب تو برویم
نگاہم از مہ پرویں بلند است
خن را بر مزاج کس نگویم

ترجمہ: اے میرا ام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں آپ سے داد کا طالب ہوں میرے دوست مجھے غزل خواں سمجھتے ہیں۔ میری رمز کے عنوان کو کسی نے نہیں سمجھا اور نہ میرے نخل کا خرما ہی چکھا۔

درد مندوں کی یہ عجیب رسم ہے کہ وہ چپ رہتے ہیں۔ ہر لمحہ سختی غم اپنی جان پر سہتے ہیں کیونکہ محبت میں لب کھولنا گناہ سمجھا جاتا ہے۔ اس میدان میں جو بھی کہنا ہونگا ہوں سے کہا جاتا ہے۔

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!

آپ وہ سورج ہیں، جس سے میری نشوونما ہوتی ہے۔
میرا جسم اور روح باوصبا کے کبھی بھی طالب نہیں رہے۔

میری نگاہیں چاند ستاروں سے بھی بلند ہیں۔ اسی لیے یاروں کی طبیعت سے میرا خن ہم آہنگ نہیں۔

بایں پیری رہ یشرب گرفتہ
نواخواں از سرور عاشقانہ

چوں آں مرغے کہ در صحرا سرشام
کشاید پر بہ فکر آشیانہ

(ارمغان حجاز ۲۹)

ترجمہ: اس پرندے کی طرح ہے جو شام کے وقت صحرا میں اپنے گھر کی طرف رواں
دواں ہو، اسی طرح میں بھی بڑھاپے کی عمر میں وادی روشن مدینہ طیبہ کی طرف
گرتا پڑتا جا رہا ہوں۔

گناہ عشق و مستی عام کردن
دلیل ہختگان را کام کردند
باہنگ حجازی می سرایم
نخستین بادہ کاندرا جام کردند

ترجمہ: عشق و مستی کے گناہوں سے دنیا جل تھل ہو چکی ہے، عقل کے سارے دلائل نظر
سے اوجھل ہو چکے ہیں۔

میرا عالم وجد ہے، مدینے کا سفر ہے، حجازی آہنگ میں عراقی غزل گاتا جا رہا ہوں۔

مہا راے سارباں اور انشاید
کہ جان او چو جان ما بصیر است
من از موج خراش می شناسم
چومن اندر طلسم دی اسیر است
نم اشک است در چشم سیاہش
دلیم سوز و زآہ صبح گاہش
ہماں مے کو ضمیرم را بر فروخت
پیا پے ریزد از موج زگاہش

ترجمہ: ساربان تو ہی بتا کیا اب اس کی مہار کھینچنا اچھا لگے گا، میری طرح یہ بھی جادہ و
منزل کی بصیرت رکھتی ہے۔ اس کی چال دیکھ کر مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ میری

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

طرح یہ بھی صاحب مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلام ہے۔
اونٹنی کی آنکھ سے بھی میری طرح آنسو بہنے لگے۔ میرے دل کی بے تابی اس کی
آہ و فغاں سے جھلک رہی ہے اور وہی تاثیر اس کے عمل سے پھوٹ رہی ہے
جس سے میرا ضمیر روشن ہوا تھا۔ اس کی آنکھوں سے وہی شراب چھلک رہی
ہے جس کے پینے سے میں مست ہوا تھا۔

سحر با ناقہ گفتم زم تر زو
کہ راکب خستہ و بیمار و پیراست
قدم مستانہ زد چنداں کہ گوئی
پپایش ریگ این صحرا حریراست

ترجمہ: میں اپنی سواری ناقہ سے کہا آہستہ چل، تجھے میرے ضعف اور بڑھاپے کا احساس
نہیں۔ اس نے جھوم کر قدم اٹھایا اور مجھے کہنے لگی، مدینے کا سفر کرتے ہوئے مجھے
یوں لگتا ہے جیسے میں ریت پر نہیں بلکہ مٹیل کے فرش پر چل رہی ہوں۔

تو سلطانِ حجازی، من فقیرم!
دلے در کشور معنی امیرم
جہانے کوز تخم لا الہ رست
بیا بنگر با آغوش ضمیرم

(ارمغان حجاز: ۱۱۶)

ترجمہ: اے عبدالعزیز ابن سعود!

تو حجاز کا امیر ہے، میں بے چارہ فقیر ہوں۔ معنی و مفہوم کی سلطنت میں امیر
ہوں، اگر تو نے لا الہ سے میرا پیدا کردہ عالم دیکھنا ہو تو میری ضمیر آغوش پر
نظر ڈال۔

گہے شعر عراقی رانجو انم
گہے جامی زند آتش بجانم

﴿۱۰۷﴾

ندائم گرچہ آہنگ عرب را
شریک نغمہ ہائے ساربانم
ترجمہ: میں کبھی حضرت عراقی علیہ الرحمہ اور کبھی امام جامی کے اشعار پڑھتا ہوں۔ ان
کے اشعار سے میری روح درخشاں ہوتی ہے۔ اگرچہ میں آہنگ عرب سے
ناواقف ہوں، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شاخوانوں سے میری نسبت
بڑی گہری ہے۔

امیر کارواں! آں اعجمی کیست
سرود او با آہنگ عرب نیست
زندآں نغمہ کز سیرابی او
خنک دل در بیابانے توں زیست

(ارمغان حجاز: ۵۰)

ترجمہ: یہ عجمی نغمہ سرا کون ہے؟ اس کی لے ملک عرب کی تو نہیں لگتی وہ دلوں کو اس عشق
مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سیراب کر رہا ہے کہ زندگی تپتے ہوئے صحرا
میں بھی حسین لگتی ہے۔

سوال: کیا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے شفا مانگنی چاہئے؟

اقبال: شفا ملتی ہی یہاں سے ہے۔ مدینے سے ساری دنیا کو ایمان کی بیماری سے شفا
ملتی ہے۔

اک پیشوائے قوم نے اقبال سے کہا:
کھلنے کو جدہ میں ہے شفاخانہ حجاز
ہوتا ہے تیری خاک کا ہر ذرہ بے قرار
نتا ہے تو کسی سے جو افسانہ حجاز
دست جنوں کو اپنے بڑھا جیب کی طرف
مشہور تو جہاں میں ہے دیوانہ حجاز

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

دارالشفاء حوالی بطحا میں چاہیے!
نبض مریض پنجہ عیسیٰ میں چاہیے!
میں نے کہا کہ موت کے پردے میں ہے حیات
پوشیدہ جس طرح ہو حقیقت مجاز میں
تلخابہ اجل میں جو عاشق کو مل گیا
پایا نہ خضرؑ نے وہ عمر دراز میں
اوروں کو دیں حضور یہ پیغام زندگی
میں موت ڈھونڈتا ہوں زمین حجاز میں
آتے ہیں آپ لے کے شفا کا پیام کیا؟
رکتے ہیں اہل درد مسیحا سے کام کیا؟

دعائے اقبال بخضور سرور کائنات ﷺ

شراب کہن پھر پلا ساقیا
وہی جام گردش میں لا ساقیا
مجھے عشق کے پر لگا کر اڑا
مری خاک جگنو بنا کر اڑا
خرد کو غلامی سے آزاد کر
جوانوں کو پیروں کا استاد کر
ہری شاخ ملت ترے نم سے ہے
نفس اس بدن میں ترے دم سے ہے
ترپنے پھڑکنے کی توفیق دے
دل مرضی سوز صدیق دے
جگر سے وہی تیر پھر پار کر
تمنا کو سینوں میں بیدار کر

جوانوں کو سوزِ جگر بخش دے
مرا عشق میری نظر بخش دے
مری ناؤ گرداب سے پار کر
یہ ثابت ہے تو اس کو سیر کر
بتا مجھ کو اسرارِ مرگ و حیات
کہ تیری نگاہوں میں ہے کائنات
میرے دیدہ تر، کی بے خوابیاں
مرے دل کی پوشیدہ بیتابیاں
مرے نالہ نیم شب کا نیاز
مری خلوت و انجمن کا گداز
امنگیں مری، آرزوئیں مری
امیدیں مری جستجوئیں میری
مری فطرت آئینہ روزگار
غزالانِ افکار کا مرغزار
مرا دل رزم گاہِ حیات
گمانوں کے لشکر یقیں کا ثبات
یہی کچھ ہے ساقی متاعِ فقیر
اسی سے فقیری میں ہوں میں امیر
مرے قافلے میں لٹا دے اسے
لٹا دے ٹھکانے لگا دے اسے

(بال جبریل: ۱۲۳، ۱۲۵)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

دعائے اقبال

محبت کے لیے دل ڈھونڈ کوئی ٹوٹنے والا
یہ وہ ہے جسے رکھتے ہیں نازک آب گینوں میں
سراپا حسن بن جاتا ہے جس کے حسن کا عاشق
بھلا اے دل حسیں ایسا بھی ہے کوئی حسینوں میں؟
پھڑک اٹھا کوئی تیری ادائے ماعرنا پر
تیرا رتبہ رہا بڑھ چڑھ کے سب آفرینوں میں
نمایاں ہو کے دکھلا دے کبھی ان کو جمال اپنا
بہت مدت سے چرچے ہیں تیرے باریک بینیوں میں
خموش اے دل بھری محفل میں چلانا نہیں اچھا
ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں

دعائے اقبال

شیرازہ ہوا ملت مرحوم کا ابتر
اب تو ہی بتا تیرا مسلمان کدھر جائے
وہ لذت آشوب نہیں بحر عرب میں
پوسیدہ جو ہے مجھ میں وہ طوفان کدھر جائے
ہر چند ہے بے قافلہ و راحلہ و زاد
اس کوہ و بیاباں سے حدی خوان کدھر جائے
اس راز کو فاش کر اے روح محمد (ﷺ)
آیات الہی کا نگہبان کدھر جائے
(ضرب کلیم: ۴۸)

شہید عشق نبی

ہنسی بھی کچھ کچھ نکل رہی تھی مجھے بھی حشر میں تاکتی تھی
کہیں شفاعت نہ دے گئی ہو مری کتاب عمل اٹھا کر
یہ پردہ دادی تو پردہ در ہے مگر شفاعت کا آسرا ہے
دبک کے محشر میں بیٹھ جاتا ہوں دامن تر میں منہ چھپا کر
شہید عشق نبی ہوں میری لحد پہ شمعِ قمر جلے گی
اٹھا کے لائیں گے خود فرشتے چراغِ خورشید سے جلا کر
خیال راہِ عدم سے اقبال تیرے در پر ہوا ہے حاضر
بغل میں زاد سفر نہیں ہے صلہ مری نعت کا عطا کر

(اقبال اور محبت رسول از ڈاکٹر محمد طاہر فاروقی، ۱۳۹)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

در رسول ﷺ کی حاضری

اور

اقبال رحمۃ اللہ علیہ

آنچہ من در بزمِ شوق آدرودہ ام دانی کہ چیست؟
یک چمن گل، یک نیستاں نالہ، یک خم خانہ سے
اقبال کا کاروانِ شوق جھلملاتے تاروں کی سکوت افزا شبینمی چھاؤں میں جانب منزل
رواں ہے فکر اقبال کی بصیرت افروز جہاں تاب روشنی میں زمزمہ سنج و نغمہ بار جذب و کیف
کی نورانی وادیاں طے کرتا اس مقام تک آ پہنچا ہے۔ جہاں سے چراغ منزل روشنی کے
جگمگاتے مینار کی طرح دور سے مسکراتا نظر آ رہا ہے۔

وہ مقام

جہاں اس منزل کی تکمیل ہوگی جس کے لیے خاک کے ذرے مختلف ارتقائی ادوار طے
کر کے پیکر آدم میں متشکل ہوئے۔

اور پیکر آب و گل، مقام شرف و مجد انسانیت کی طرف رواں دواں جادہ پیمان ہوا یہ
راحلہ شوق ابھی راستے پر چند قدم چلا ہے۔ وہ دیکھے ہر فرد کارواں کی نگاہ۔

مصروف احرام بندی ہے۔ روح کا وضو آنسوؤں کی تری سے ہو رہا ہے۔ دلوں کی
سیاہی نور میں تبدیل ہو رہی ہے۔ شگفتہ و شاداب پھولوں کو دامن نگاہ میں لیے ہر فرد حجاز کی
مقدس وادی کی طرف جا رہا ہے۔ اقبال میر کارواں ہے جو کارواں کو بتا رہا ہے کہ:

یہ وہ مقدس وادی ہے جہاں کا ہر سنگ ریزہ جلوہ فروش صد طور اور ہر ذرہ آئینہ نمائے
ہزار سینا ہے۔ اس لیے یہاں قلب کی ہر حرکت صرف نیاز اور نگاہ کی ہر جنبش وقف جمود ہوگی۔

مدینہ طیبہ پہنچ کر ہر زاہرِ حریمِ قدس کا ولولہ شوق تیز اور راحلہ ذوقِ عنماں ہو جاتا ہے کہ منزل کا قرب اور عید..... نظارہ محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کشش اس کے رگ و پے میں بجلیاں بھردیتی ہے لیکن اس مقام پر پہنچ کر عالم یہ ہو جاتا ہے کہ ذوق شوق کی تمام برق آسائے قراریاں اور جذب و کیف کی والہانہ سرمستیاں پکاراٹھتی ہیں۔

کبھی اے حقیقت منتظر نظر آ لباس مجاز میں
کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں میری جبین نیاز میں

ایمان دوسری طرف تلقین کرتا ہے۔

ادب گاہِ پست زیرِ آسماں از عرش نازک تر

نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

سوال: مدینہ طیبہ کے بارے میں اپنے خیالات سے آگاہ فرمائیں؟

اقبال: آپ کے سوال کا جواب پھر دوں گا پہلے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی روح کو سمجھ لیں۔ بعد ازیں متعلقات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب و احترام کرنے کی توفیق بھی ملے گی۔

میرا نظریہ محبت!

شورِ عشقش درنئے خاموشِ من

می تپد صد نغمہ در آغوشِ من

من چہ گویم از تو لائش کہ چیست

خشک چو بے در فراتے او گریست

(اسرارِ رموز: ۲۲)

ترجمہ: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا عشق میری روح میں بسا ہوا ہے۔ اور محبت و فراق کے ہزاروں نغمے میرے سینے میں ابل رہے ہیں۔ اے مخاطب اس حالت کیف و سرور کی کیا تعبیر کروں تو صرف اتنا سمجھ لے کہ آپ کی محبت تو وہ ہے جو بے جان اور خشک لکڑی (اُستنِ حنانہ) کو بھی آپ کی قربت کے لیے

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بے قرار کر دیتی ہے۔

(چنانچہ احادیث مبارکہ گواہ ہیں کہ منبر کی خشک لکڑی آپ کی جدائی میں ایسے زار و قطار اور بلند آواز سے روئی کہ اس کی آہ و فغاں سننے والے صحابہ حیران و ششدر رہ گئے)۔

اب مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں میرا عقیدہ سنیں!

خاکِ یثرب از دو عالم خوش تر است

اے خنک شہرے کہ آنجا دلبر است!

ترجمہ: ”شہر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ دونوں عالموں سے بلند تر ہے۔ یثرب کتنا پیارا

اور مبارک شہر ہے جہاں ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ فرما ہیں۔“

(دونوں عالموں میں عرشِ معلیٰ بھی ہے۔ لوح و قلم بھی ہے۔ جنت بھی ہے۔

غرضیکہ عالمِ بالا و پست کی ہر چیز شامل ہے۔)

مزید سنیں!

ہستیِ مسلم تجلی گاہِ اوست!

طورہا بالا ز گرد راہِ اوست!

پیکرش را آفرید آئینہ اش

صبح من از آفتاب سینہ اش

در تپید و مبدم آرام من

گرم تر از صبح محشر شام من

ابر آزار است و من بتان او

تاک من نمناک از باران او

چشم در کشت محبت کا شتم

از تماشا حاصل برداشتم

(اسرار و رموز ۶۶)

ترجمہ: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے قدموں کی خاک ایسی مقدس اور بلند مرتبہ ہے کہ اس سے کوہ طور جیسے کئی طور جنم لیتے ہیں۔ حد تو یہ ہے کہ میرا جسمانی وجود بھی آپ کے نور سے وجود میں آیا۔ آپ کے مقدس اور پُر نور سینے سے میری صبحیں روشن و درخشاں رہتی ہیں۔ ہر لمحہ آپ کے فراق میں تڑپنا میرے لیے فرحت بخش عمل ہے۔ میری شام فراق صبح قیامت سے زیادہ مضطرب اور سرگرم ہے۔ وہ بہار کا بادل ہیں تو میں اس بادل سے سیراب کیا ہوا باغ ہوں۔ میں ان کی محبت کی کھیتی میں اپنی آنکھوں کو بو کر ایسے نظاروں سے فیض یاب ہوا جو بیاں میں نہیں آسکتے۔

یعنی

ہوا ہو ایسی کہ ہندوستان سے اقبال
اڑا کے مجھ کو غبارِ رہ حجاز کرے

(بانگِ درا: ۱۰۶)

مدینہ طیبہ کے بارے میں میرے تاثرات یہ ہیں:
”اے عرب کی سرزمین مقدس تجھ کو مبارک ہو تو ایک پتھر تھی جس کو دنیا کے معماروں نے رد کر دیا تھا۔ مگر ایک یتیم بچے (صلی اللہ علیہ وسلم) نے خدا جانے تجھ پر کیا فسوں پڑھا کہ موجودہ دنیا کی تہذیب و تمدن کی بنیاد تجھ پر رکھی گئی۔
اے پاک سرزمین!

تو وہ جگہ ہے جہاں سے باغ کے مالک نے خود ظہور کیا تا کہ گستاخ مایوں کو باغ سے نکال کر پھولوں کو ان کے نامسعود پنچوں سے آزاد کرے۔ تیرے ریگستانوں نے ہزاروں مقدس نقش قدم دیکھے ہیں اور تیری کھجوروں نے ہزاروں ولیوں اور مسلمانوں کو تمازت آفتاب سے محفوظ رکھا۔ کاش میرے جسم کی خاک تیری ریت کے ذروں میں مل کر تیرے بیابانوں میں اڑتی پھرے اور یہی آوارگی

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

میری زندگی کے تاریک دنوں کا کفارہ ہو۔ کاش میں تیرے صحراؤں میں لٹ جاؤں اور دنیا کے تمام سامانوں سے آزاد ہو کر تیری تیز دھوپ میں چلتا ہوا اور پاؤں کے آبلوں کی پرواہ نہ کرتا ہوا اس پاک سر زمین میں جا پہنچوں جہاں کی گلیوں میں بلال کی عاشقانہ آواز گونجتی تھی۔“

(۱۹۰۵ء میں حجاز سے قریب سے گزرتے ہوئے یہ تاثرات قلم بند کئے)

(بحوالہ فتراکب رسول)

انہی فضائلِ مدینہ کو میں نے نظم بھی کیا ہے:

وہ زمیں ہے تو مگر اے خوابِ گاہِ مصطفیٰ
دید ہے کعبہ کو تیری حجِ اکبر سے سوا
خاتمِ ہستی میں تو تاباں ہے مانند نگین
اپنی عظمت کی ولادت گاہ تھی تیری زمیں
تجھ میں راحت اس شہنشاہِ معظم کو ملی
جس کے دامن میں اماں اقوامِ عالم کو ملی
جب تک باقی ہے تو دنیا میں باقی ہم بھی ہیں
شگفتہ ہو کے کلی دل کی پھول ہو جائے
یہ التجائے مسافر قبول ہو جائے

(بانگِ درا: ۱۵۷)

سوال: بارگاہِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم یا جنت میں انتخاب کے لیے کہا جائے تو؟

اقبال: میرا انتخاب بارگاہِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوگا۔

گراں جو مجھ پہ ہنگامہ زمانہ ہوا!
جہاں سے باندھ کے رخت سفر روانہ ہوا
قیودِ شام و سحر میں بسر تو کی لیکن
نظامِ کہنہ عالم سے آشنا نہ ہوا

فرشتے بزم رسالت میں لے گئے مجھ کو
حضور آیۂ رحمت میں لے گئے مجھ کو
کہا حضور نے اے عندلیب باغ حجاز
کلی کلی ہے تری گرمی نوا سے گداز
ہمیشہ سرخوش جام ولا ہے دل تیرا
فداگی ہے تیری غیرت جود نیاز
اڑا جو لیتی ہے دنیا سے تو سوئے گردوں
سکھائی تجھ کو ملائک نے رخصت پرواز
نکل کے باغ جہاں سے برنگ بو آیا
ہمارے واسطے کیا تحفہ لے کر تو آیا؟

حضور! دہر میں آسودگی نہیں ملتی
تلاش جس کی ہے وہ زندگی نہیں ملتی
ہزاروں لالہ و گل ہیں ریاض ہستی میں
وفا کی جس میں ہو وہ کلی نہیں ملتی
مگر میں نذر کو اک آگینہ لایا ہوں
جو چیز اس میں ہے جنت میں بھی نہیں ملتی
جھلکتی ہے تیری امت کی آبرو اس میں
طرابلس کے شہیدوں کا ہے لہو اس میں

(بانگ درا: ۲۱۸، ۲۱۹)

قافلہ لوٹا گیا صحرا میں اور منزل ہے دور
اس بیاباں یعنی بحر خشک کا ساحل ہے دور
ہم سفر میرے شکارِ دشمن رہن ہوئے
بچ گئے جو ہو کے پیدل ہوئے بیت اللہ پھرے

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

اس بخاری نوجواں نے کس خوشی سے جان دی
موت کے زہراب میں پائی ہے اس نے زندگی
خنجر رہزن اسے گویا ہلال عید تھا
”ہائے یثرب“ دل میں لب پر نعرہ توحید تھا
خوف کہتا ہے کہ یثرب کی طرف تنہا نہ چل
شوق کہتا ہے کہ تو مسلم ہے بیباکانہ چل

بے زیارت سوئے بیت اللہ پھر جاؤں گا کیا؟
عاشقوں کو روز محشر منہ نہ دکھلاؤں گا کیا؟
خوف جاں رکھتا نہیں کچھ دشت پیمائے حجاز
ہجرت مدفون یثرب میں یہی مخفی ہے راز
گو سلامت محل شامی کی ہمراہی میں ہے
عشق کی لذت مگر خطروں کی جانکاہی میں ہے

آہ یہ عقل زیاں اندیش کیا چالاک ہے
اور تاثر آدمی کا کس قدر بے باک ہے
(بانگِ درا ۱۷۵)

کشادہ دست کرم جب وہ بے نیاز کرے
نیاز مند نہ کیوں عاجزی پہ ناز کرے
بٹھا کے عرش پہ رکھا ہے تو نے اے واعظ!
خدا وہ کیا ہے جو بندوں سے احتراز کرے
مری نگاہ میں وہ رند ہی نہیں ساقی
جو ہوشیاری و مستی میں امتیاز کرے

مدام گوش بہ دل رہ یہ ساز ہے ایسا
جو ہو شکستہ تو پیدا نوائے راز کرے
کوئی یہ پوچھے کہ واعظ کا کیا بگڑتا ہے
جو بے عمل پہ بھی رحمت وہ بے نیاز کرے
سخن میں سوز الہی کہاں سے آتا ہے
یہ چیز وہ ہے کہ پتھر کو بھی گداز کرے
تمیز لالہ و گل سے ہے نالہ بلبلی!
جہاں میں دانہ کوئی چشم امتیاز کرے
غرور زہد نے سکھلا دیا سے واعظ کو
کہ بندگان خدا پہ زباں دراز کرے
ہوا ہو ایسی کہ ہندوستان سے اے اقبال
اڑا کے مجھ کو غبارِ رہ حجاز کرے

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

حَتَّى يَمِيزَ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ اور

اقبال رحمۃ اللہ علیہ

عجم ہنوز نداند رموزِ دین ورنہ!
ز دیوبند حسین احمد چہ بو العجی ایست
سرود بر سر منبر کو ملت از وطن است
چہ بے خبر ز مقام محمد عربی ایست
بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر باو نہ رسیدی تمام بولہی اوست

(ارمغان حجاز: ۲۷۸)

ترجمہ: ”گوئے شخص نے ابھی رموزِ دین سے آگاہی حاصل نہیں کی۔ حسین احمد دیوبندی نے بڑی بے وقوفی کی بات کی ہے۔ منبر پر چڑھ کر گارہا ہے کہ ملتیں اوطان سے تشکیل پاتی ہیں۔ اسے چاہئے کہ اپنے آپ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پہچان پیدا کرے۔ کیونکہ آپ ہی کی ذات مبارکہ مکمل دین ہے۔ اگر آپ کی پہچان حاصل نہ ہوئی تو ابولہب اور اس میں کوئی فرق نہیں۔“

سوال: علامہ صاحب! آپ نے مولوی حسین احمد دیوبندی کی مذمت تو کر دی ہے لیکن قادیانیت اور دیوبندیت؟

اقبال: ذرا ٹھہریں! آپ کی بات کاٹ رہا ہوں۔ میرا یقین اس حد تک ہے، قادیان اور دیوبند اگرچہ ایک دوسرے کی ضد ہیں..... لیکن دونوں کا سرچشمہ ایک ہے

اور دونوں اس تحریک کی پیداوار ہیں جیسے عرف عام میں وہابیت کہا جاتا ہے۔

(اقبال کے حضور از سینڈزیر نیازی، ۲۶۱، اشاعت اول، ناشر اقبال اکیڈمی لڑیچی)

سوال: ہمارے ہاں چند لوگ تبلیغ کرتے ہیں۔ مسجدوں میں قیام کرتے ہیں۔ جہاد کا نام لینے سے بھی ڈرتے ہیں۔ ان کے بارے میں ارشاد فرمائیں۔

اقبال: یہ لوگ انگریز کا مشن مکمل کر رہے ہیں۔ کیونکہ

فتوے ہے شیخ کا یہ زمانہ قلم کا ہے

دنیا میں اب رہی نہیں تلوار کارگر!

لیکن جناب شیخ کو معلوم کیا نہیں

مسجد میں اب یہ وعظ ہے بے سود بے اثر

تیغ و تفتنگ دست مسلمان میں ہے کہاں؟

ہوں بھی تو دل ہے موت کی لذت سے بے خبر

کافر کی موت سے بھی لرزتا ہو جس کا دل

کہتا ہے کون اسے کہ مسلمان کی موت مر

تعلیم اس کو چاہئے ترک جہاد کی

دنیا کو جس کے پنجے خونیں سے ہو خطر

باطل کے فال و فر کی حفاظت کے واسطے

یورپ ذرہ میں ڈوب گیا دوش تا کمر!

ہم پوچھتے ہیں شیخ کلیسا نواز سے

مشرق میں جنگ شر ہے تو مغرب میں بھی ہے شر

(ضرب کلیم: ۲۸)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

سوال: علامہ صاحب! نجدی لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کو توحید کے منافی سمجھتے ہیں۔ آپ اس بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

اقبال: یہ شیطان کی سوچ ہے۔ یہ بات میں بہت پہلے عرض کر چکا ہوں۔

کرے یہ کافر ہندی بھی جرأت گفتار

اگر نہ ہو امراءِ عرب کی بے ادبی

یہ نکتہ پہلے سکھایا گیا کس امت کو

وصالِ مصطفوی، افتراقِ بوہسی!

(ضربِ کلیم: ۶۳)

سوال: نزولِ امام مہدی کے بارے میں اپنا عقیدہ بیان فرمائیں۔

اقبال: امام مہدی کے نزول ہی سے اسلام کو غلبہ نصیب ہوگا۔

دنیا کو ہے اس مہدی برحق کی ضرورت

ہو جس کی نگہ زلزلہ عالم افکار!

(بالِ جبریل: ۴۴)

سوال: قرآن کی تفسیر بالرائے کے بارے میں ارشاد ہو۔

اقبال: میں اسے غلط سمجھتا ہوں۔ یہ تو اپنی شریعت گھڑنے کے مترادف ہوا۔

ہے کس کی یہ جرأت کہ مسلمان کو ٹوکے

حریت افکار کی نعمت ہے خدا داد

قرآن کو باز سچے تاویل بنا کر

چاہے تو خود اک تازہ شریعت کرے ایجاد

ہے مملکت ہند میں اک طرفہ تماشا

اسلام ہے محبوس، مسلمان ہے آزاد

(بالِ جبریل: ۶۲)

سوال: مردِ مومن کون ہے؟

ہر لحظہ ہے مومن کی نئی شان نئی آن
گفتار میں کردار میں اللہ کی برہان
قہاری و غفاری و قدوسی و جبروت
یہ چار عناصر ہوں تو بنتا ہے مسلمان
ہمسایہ جبریل امیں بندہ خاکی
ہے اس کا نشیمن نہ بخارا نہ بدخشان
یہ راز کسی کو نہیں معلوم کہ مومن!
قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآن
قدرت کے مقاصد کا عیار اس کے ارادے
دنیا میں بھی میزان، قیامت میں بھی میزان

اقبال:

جس سے جگر لالہ میں ٹھنڈک ہو وہ شبنم
دریاؤں کے دل جس سے دہل جائیں وہ طوفان
فطرت کا سرود ازلی اس کے شب و روز
آہنگ میں یکتا صفت سورہ رحمن

(بال جبریل: ۶۰)

سوال: زنانہ قیادت کے بارے میں ارشاد فرمائیں؟

اقبال: سنیں! میں بے پردہ عورت کو بے غیرتی کی علامت سمجھتا ہوں؟

اک زندہ حقیقت میرے سینے میں ہے مستور
کیا سمجھے گا وہ جس کی رگوں میں ہے لہو سرد
نے پردہ، نہ تعلیم، نئی ہو کہ پرانی!
نسوانیت زن کا نگہبان ہے فقط مرد

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

جس قوم نے اس زندہ حقیقت کو نہ پایا
اس قوم کا خورشید بہت جلد ہوا زرد

(ضرب کلیم: ۹۶)

عالمِ اسلام کے سربراہ

کل ایک شوریدہ خواب گاہِ نبی پہ رورو کے کہہ رہا تھا
کہ مصر و ہندوستان کے مسلم بنائے ملت مٹا رہے ہیں!
یہ زائرانِ حریمِ مغرب ہزار رہبر بنیں ہمارے
ہمیں بھلا ان سے واسطہ کیا جو تجھ سے نا آشنا رہے ہیں!
غضب ہیں یہ مرشدانِ خود ہیں خدا تیری قوم کو بچائے
بگاڑ کر تیرے مسلموں کو یہ اپنی عزت بنا رہے ہیں!
سنے گا اقبال کون تیری یہ انجمن ہی بدل گئی ہے!!
نئے زمانے میں آپ ہم کو پرانی باتیں سنا رہے ہیں!

(بانگِ درا: ۱۶۲)

زیاراتِ قبور و اختیاراتِ اولیاءِ اکرام اور

اقبالِ رحمۃ اللہ علیہ

عبدالعزیز بن سعود نجدی سے خطاب

تو ہم آں مے بگیر از ساغر دوست
کہ باشی تا ابد اندر بر دوست
بجودے نیست اے عبد العزیز این
برویم از مژہ خاک در دوست

(ارمغانِ حجاز: ۱۱۶)

ترجمہ: اے ابن مسعود نجدی تو بھی ساغر دوست سے وہ شرابِ عشق پی تا کہ ہمیشہ محبوب کے پہلو میں رہے۔

میں یہاں سجدہ نہیں کر رہا بلکہ محبوب کے دروازے کی خاک اپنی پلکوں سے صاف کر رہا ہوں۔

سوال: علامہ صاحب!

آپ کی ابن تیمیہ کے بارے میں کیا رائے ہے یہ شخص مدینہ کی طرف سفر کو حرام کہتا ہے۔ جب کہ اس کے دیگر عقائد بھی مسلمانوں کے برعکس ہیں۔

جواب: اقبال۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

اسی مسئلہ پر میری محمد حسین عرشی سے بات ہوئی تھی۔ میری رائے اس معاملہ میں عرشی کی زبانی سنیں۔

ایک صحبت میں میں نے علامہ ابن جوزی کی ”تلمیس ابلیس“ کا ذکر کیا۔ اس میں مصنف نے کامل جرأت اور پاک دلی سے ابلیس کے ہتھکنڈوں اور مقدس مذہبی جماعتوں پر اس کے اثرات کی وضاحت کی ہے۔ اس ضمن میں اس نے صوفیاء کے معائب بھی دل کھول کر بیان کئے ہیں۔ میں نے اس حصہ کا کچھ ذکر کر کے علامہ کی رائے دریافت کی۔ آپ نے ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا میں نے کہا علامہ ابن تیمیہ کی روش بھی تصوف کے خلاف ابن جوزی سے کچھ کم نہیں، آپ نے اس پر بھی کچھ ایسے الفاظ فرمائے جن کا خلاصہ یہ تھا کہ بعض لوگ حقیقت سے واقف نہیں ہوتے اور نظر برظاہر عیب چینی شروع کر دیتے ہیں۔

(ملفوظات اقبال ص ۵۳)

حکایت اقبال:

دہلی تو گیا تھا اور دودفعہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کی درگاہ پر بھی حاضر نہ ہو سکا۔ انشاء اللہ پھر جاؤں گا اور اس آستانہ کی زیارت سے شرف اندوز ہو کر واپس آؤں گا۔

(مکاتب اقبال ص ۱۹۲)

حکایت اقبال:

مرزا جلال الدین کہتے ہیں:

ایک مرتبہ پانی پت کے چند اشخاص نے مجھے اپنے مقدمے میں وکیل کیا یہ اصحاب حضرت خواجہ غوث علی شاہ صاحب قلندر پانی پتی کے سجادہ نشین حضرت سید گل حسین شاہ صاحب مؤلف تذکرہ غوثیہ کے مرید تھے۔ اس زمانہ میں شاہ صاحب کی روحانیت کا بڑا شہرہ تھا۔ میرے موکل جب لوٹنے لگے تو میں نے شاہ صاحب کو سلام بھیجا اور کہلا بھیجا کہ کبھی پانی پت کی طرف آنے کا موقع ملا تو ضرور حاضر خدمت ہوں گا۔ دو تین ماہ بعد اچانک انہیں اصحاب میں سے ایک صاحب میرے پاس تشریف لائے، ان دنوں وہ

امر تسر میں مقیم ہیں۔ اگر تم ان سے ملنا چاہو تو میرے ساتھ چلو تو میں نے شاہ صاحب کے جائے قیام کا پتہ دریافت کر کے انہیں تو رخصت کیا اور خود ڈاکٹر صاحب کے ہاں پہنچا۔ وہ بھی چلنے کو تیار ہو گئے۔ اتنے میں سر ذوالفقار علی خاں تشریف لے آئے اور ہم تینوں ٹرین پر سوار ہو کر امر تسر پہنچے۔ راستے میں یہ طے پایا کہ شاہ صاحب پر ڈاکٹر صاحب اور سر ذوالفقار علی خاں صاحب کی شخصیت کا اظہار نہ کیا جائے۔

ڈاکٹر صاحب کو یہ دیکھنا مطلوب تھا کہ آیا شاہ صاحب بھی اپنے کشف سے ان کی شخصیت کو تاڑ لیتے ہیں یا نہیں۔ ہم شاہ صاحب کے پاس پہنچے تو میرے موکلوں میں سے ایک نے میرا تعارف کرایا اور میں نے اپنے رفقاء کو شیخ صاحب اور خاں صاحب کے مختصر ناموں کے ساتھ پیش کیا۔

دوران گفتگو میں شاہ صاحب نے دریافت کیا کہ آپ میں سے کوئی صاحب شعر بھی کہتے ہیں۔ یہ سوال اپنی تمام تر سادگی کے باوجود ہمارے لیے حد درجہ اہم تھا۔ اس لیے نواب صاحب اور میں کنگھیوں سے ڈاکٹر صاحب کی طرف دیکھنے لگے۔ نواب صاحب نے ٹال دینے کی نیت سے جواب دیا۔

شاہ صاحب جہاں تک شعر سے لطف اندوز ہونے کا تعلق ہے ہم بھی اہل پنجاب کی ادبی روایات کے تھوڑے بہت حامی ضرور ہیں مگر شاہ صاحب اس جواب سے مطمئن نہ ہوئے کہنے لگے مجھے بھی یہ محسوس ہو رہا ہے کہ گویا آپ میں سے کوئی صاحب شاعر ضرور ہیں۔ اب میرے لیے اس کے سوا کوئی چارہ نہ تھا کہ میں نے بھی پشیمانی کے ساتھ ڈاکٹر صاحب کا نام شاہ صاحب کو بتایا۔

ڈاکٹر صاحب کا نام سن کر مسکرانے لگے۔ پھر بولے میں پہلے ہی سمجھ گیا تھا کہ آپ میں سے یہی حضرت شاعر ہیں۔ اس کے بعد دیر تک شاہ صاحب ڈاکٹر صاحب کی نظموں کے متعلق خیالات کا اظہار فرماتے رہے۔ ہم چلنے کی نیت سے اٹھنے لگے تو ڈاکٹر صاحب نے شاہ صاحب سے کہا کہ عرصہ سے سنگ گردہ کے مریض ہیں وہ ان کے لیے یہ دعا کریں

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

کہ انہیں اس شکایت سے نجات ملے۔ شاہ صاحب کہنے لگے بہت اچھا لیجئے آپ کے لیے دعا کرتا ہوں۔ آپ بھی ہاتھ اٹھائیں۔ دعا کے بعد ہم نے اجازت لی، اور لاہور کی ٹرین میں سوار ہو گئے، راستہ میں ڈاکٹر صاحب پیشاب کی نیت سے غسل خانہ میں تشریف لے گئے واپس آئے تو ان کے چہرہ پر حیرت و استعجاب کے آثار نظر آ رہے تھے کہنے لگے عجیب اتفاق ہوا ہے۔ پیشاب کے دوران مجھے یوں محسوس ہوا، گویا ایک چھوٹا سنگ ریزہ پیشاب کے ساتھ خارج ہو گیا ہے مجھے اس کے گرنے کی آواز تک سنائی دی اور اس کے خارج ہوتے ہی طبیعت کی گرانی جاتی رہی۔

(ملفوظات اقبال ص ۷۱-۷۳)

سوال: بعض لوگ روحانی بزرگوں کے بارے میں تشکیک کا شکار ہیں۔ آپ کا تصرف اولیاء کے بارے میں کیا عقیدہ ہے۔

اقبال: میں اولیاء اللہ ہی کے راستے کو پسند کرتا ہوں اور دوسروں کو بھی اسی کی تلقین کرنا ضروری خیال کرتا ہوں۔

کہتا ہے زمانے سے یہ درویش جواں مرد
جاتا ہے جدھر بندۂ حق تو بھی ادھر جا
ہنگامے ہیں میرے تیری طاقت سے زیادہ
بچتا ہوا بن گاہ قلندر سے گزر جا
میں کشتی و ملاح کا محتاج نہ ہوں گا
چڑھتا ہوا دریا ہے اگر تو تو اتر جا
توڑا نہیں جادو میری تکبیر نے تیرا
ہے تجھ میں مکر جانے کی جرأت تو مکر جا
مہر دمہ و انجم کا محاسب ہے قلندر
ایام کا مرکب نہیں، راکب ہے قلندر

(ضرب کلیم ۴۰)

سوال: فقر کیا ہے؟ بعض لوگ فقر کو ڈھونگ سمجھتے ہیں؟

اقبال: میرے نزدیک فقر ہی توحیدِ خالص ہے۔

سوچا بھی ہے اے مردِ مسلمان کبھی تو نے

کیا چیز ہے فولاد کی شمشیر جگر دار

اس بیعت کا یہ مصرعِ اوّل ہے کہ جس میں

پوشیدہ چلے آتے ہیں توحید کے اسرار

ہے فکر مجھے مصرعِ ثانی کی زیادہ

اللہ کرے تجھ کو عطا فقر کی تلوار

قبضے میں یہ تلوار بھی آ جائے تو مومن

یا خالدِ جانباز ہے یا حیدرِ کرار

سوال: کیا فقط تبلیغ سے تقدیر بدل سکتی ہے؟ جیسا کہ ایک جماعت تبلیغ ہی کو دین سمجھتی ہے؟

اقبال: تقدیرِ جہاد سے بدلا کرتی ہے۔

دفعۃً جس سے بدل جاتی ہے تقدیرِ امم

ہے وہ قوت کہ حریف اس کی نہیں عقلِ حکیم

ہر زمانے میں دگرگوں ہے طبیعت اس کی

کبھی شمشیرِ محمد، کبھی چوہِ کلیم

سوال: امتِ مسلمہ کے اتحاد کا کیا نقشہ ذہن میں آتا ہے؟

اقبال: دیکھا ہے ملوکیتِ افرنگ نے جو خواب

ممکن ہے اس خواب کی تعبیر بدل جائے

طہران ہو گر عالمِ مشرق کا جنیوا

شاید کرۂ ارض کی تقدیر بدل جائے

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

اک دن رسول پاک نے اصحاب سے کہا
دیں مال راہِ حق میں جو ہوں تم میں مالدار
ارشاد سن کے فرطِ طرب سے عمر اٹھے
اس روز ان کے پاس درہم تھے کئی ہزار
دل میں یہ کہہ رہے تھے کہ صدیق سے ضرور
بڑھ کر رکھے گا آج قدم میرا راہوار
لائے غرض کہ مال رسول امیں کے پاس
ایثار کی ہے دست نگر ابتدائے کار
پوچھا حضور سرورِ عالم نے اے عمر!
اے وہ کہ جوشِ حق سے ترے دل کو ہے قرار
رکھا ہے کچھ عیال کی خاطر بھی تو نے کیا
مسلم ہے اپنے خویش و اقارب کا حق گزار
کی عرض نصف مال ہے فرزند و زن کا حق
باقی جو ہے وہ ملت بیضا پہ ہے نثار
اتنے میں وہ رفیق نبوت بھی آ گیا
جس سے بنائے عشق و محبت ہے استوار
لے آیا اپنے ساتھ وہ مردِ وفا سرشت
ہر چیز جس سے چشمِ جہاں میں ہو اعتبار
ملک یمین و درہم و دینار و رخت و جنس
اسپ تم سم و شتر و قاطر و حمار

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بولے حضور چاہئے فکر عیال بھی
کہنے لگا وہ عشق و محبت کا راز دار
اے تجھ سے دیدہ مد و انجم فروغ گیر
اے تیری ذات باعث تکوین روزگار

پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس
صدیق کے لیے خدا کا رسول بس
(بانگ درا: ۲۲۲)

شہہ مرداں علی رضی اللہ عنہ

سوال: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں ارشاد فرمائیں۔

اقبال: مسلم اوّل شہ مرداں علی

عشق را سرمایہ ایماں علی

از دلائے دود مالش زندہ ام

در جہاں مثل گہر تابندہ ام

ز گس وارفتہ نظارہ ام

در خیابانش چو بو آوارہ ام

خاکم واز مہر او آئینہ ام

میتواں دیدن نوادر سینہ ام

از رُخ او فال پیغمبر گرفت

ملت حق از شکوہش فرگرفت

(اسرار و رموز: ۱۴۰)

ترجمہ: ”حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب سے پہلے مسلمان اور تمام مسلمان مردوں

کے شہنشاہ ہیں۔ آپ سے عشاق کے عشق کو ایمان کا سامان میسر آتا ہے۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

آپ کی ولایت کی خوشبو سے میں زندہ ہوں اور دنیا میں موتی کی طرح چمک رہا ہوں۔ آپ کو دیکھ کر میرے دل کی کلی کھل اٹھتی ہے اور میں آپ کی ولایت کے باغ میں خوشبو کی طرح گھوم رہا ہوں۔

میں خاک ہوں اور آپ کا نور مبارک میرا آئینہ ہے۔ ہر کوئی میرے سینے سے اس آواز محبت کو سن سکتا ہے۔

تو آپ کے چہرہ مبارک سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی اصل کو پاسکتا ہے۔ اور امت مسلمہ آپ کی شان عظمت سے بلندی کو حاصل کر سکتی ہے۔“

میری نظر میں یہی ہے جمالِ زیبائی
کہ سر بسجدہ ہیں قوت کے سامنے افلاک
میرے لیے ہے فقط زورِ حیدری کافی
تیرے نصیب فلاطوں کی تیزی ادراک

سوال: حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے میں آپ کی محبت و عقیدت کیا کہتی ہے؟

اقبال: حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے میں عرض کیا ہے:

نور چشمِ رحمتہ للعالمین
آں امامِ اولین و آخرین
بانوے آں تاجدارِ اہلِ اتی
مرتضیٰ، مشکلِ کشا، شیرِ خدا
مادِ آں مرکزِ پرکارِ عشق!-
مادِ آں کارواںِ سالارِ عشق!-
مزرعِ تسلیمِ را حاصلِ بتول
مادراںِ را اسوہِ کاملِ بتول
آں ادبِ پروردہٗ صبر و رضا
آسیاگردانِ و لبِ قرآنِ سرا

گریہ ہائے اوزبالیں بے نیاز
گوہر افشانندے بہ دامن نیاز
اشک اور برچید جبریل از زمین!
ہچو شبنم ریخت بر عرش بریں

(رموز بے خودی: ۴۴۴)

ترجمہ: ”آپ امام اولین و آخرین و رحمتہ للعالمین کی آنکھوں کا نور ہیں۔ آپ مولا علی، شیر خدا، مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ محترمہ ہیں۔

آپ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ محترمہ ہیں۔ اور عشق کے کارواں کے سالار کی والدہ محترمہ بھی ہیں۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا تسلیم کی کھیتی کا پھول ہیں اور ساری کائنات کی ماؤں کے لیے آپ کا اسوہ قابل اتباع ہے۔

آپ نے ادب کے ذریعے صبر و رضا کی پرورش کی آپ کے لب مبارک آٹا گوندھتے وقت قرآن کی تلاوت میں مصروف رہتے تھے۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آنکھیں گریہ کناں رہتیں اور ان سے مسلسل آنسو رواں رہتے۔

آپ کے آنسو مبارک زمین سے گرنے سے قبل جبریل امین اس طرح چن لیتے تھے۔ جیسے شبنم آسمان سے گرتے ہی چن لی جاتی ہے۔“

سوال: علامہ صاحب! حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

اقبال: چوں خلافت رشتہ از قرآن گسخت

حریت را زہر اندر کام ریخت!

خاست آں سر جلوہ خیر الامم

چوں سہاب قبلہ باران در قدم

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بر زمین کربلا بارید و رفت!
لالہ در ویرانہ ہا کارید و رفت
سر ابراہیم و اسمعیل بود
یعنی آن اجمال را تفصیل بود
عزم او چوں کوہساراں استوار
پاسیدار و تندسیر و کامگار
تیغ چوں از میاں بیروں کشید
ازرگ ارباب باطل خون کشید
نقش الا اللہ بر صحرا نوشت!
سطر عنوان نجات ما نوشت
رمز قرآن از حسین آموختیم
ز آتش او شعلہ ہا افروختیم

(رموز بے خودی، ۲۳۶)

ترجمہ: ”خلافت نے جب قرآن سے اپنا تعلق توڑ لیا تو آزادی کی قبا چاک ہو کر رہ گئی۔“

خیر الامم کے جلو حقیقی نے اس طرح اپنا سر مبارک اٹھایا جیسے بارش برسانے والے بادل آ پہنچے ہوں۔

یہ بادل کربلا کی زمین پر برسے اور آگے بڑھ گئے۔ ان سے ویرانے میں گلاب کھلا اور خوشبو بکھر گئی۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ حضرت ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام کی قربانیوں کا راز تھے۔ اول الذکر اجمالی قربانی تھی۔ اور آپ قربانی کی اصل تفصیل تھے۔

آپ کا ارادہ پہاڑوں سے زیادہ نہ صرف مضبوط تھا بلکہ پاسیدار، تندسیر اور کامیاب بھی تھا۔

”لا“ کی تلوار جب میان سے باہر نکلی تو اس نے باطل کی گردنوں کا خون کھینچ لیا۔
آپ نے صحرا پر ”الا اللہ“ کی توحید کا نقش تحریر فرمایا یعنی ہماری نجات کا عنوان
اپنی قربانی دے کر تحریر فرما دیا۔
ہم قرآن کے معنی حضرت امام حسین سے سیکھتے ہیں۔ اس سے ہمارے سینوں
میں آگ کے شعلے تیز ہونے لگتے ہیں۔“

امام عاشقاں حضرت بلال رضی اللہ عنہ

لکھا ہے ایک مغربی حق شناس نے
اہل قلم میں جس کا بہت احترام تھا
جولانگہ سکندر رومی تھا ایشیا
گردوں سے بھی بلند تر اس کا مقام تھا
تاریخ کہہ رہی ہے کہ رومی کے سامنے
دعویٰ کیا جو پورس و دارا نے خام تھا
دنیا کے اس شہنشاہ انجم سپاہ کو
حیرت سے دیکھتا ملک نیل قام تھا
آج ایشیا میں اس کو کوئی جانتا نہیں
تاریخ دان بھی اسے پہچانتا نہیں

لیکن بلال وہ عیشی زادہ فقیر
فطرت تھی جس کی نور نبوت سے مستنیر
جس کا امیں ازل سے ہوا سینہ بلال
مخکوم اس صدا کے ہیں شاہنشہ و فقیر
ہوتا ہے جس سے اسود و احمر میں اختلاط
کرتی ہے جو غریب کو ہم پہلوئے امیر

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

ہے تازہ آج تک وہ نوائے جگر گداز
صدیوں سے سن رہا ہے جسے گوشِ چرخ پیر
اقبال کس کے عشق کا یہ فیض عام ہے؟
رومی فنا ہوا حبشی کو دوام ہے

(بانگِ درا: ۲۷۲)

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور اقبال

شاید یہی وجہ تھی کہ امام ابوحنیفہ نے جو اسلام کی عالمگیر نوعیت کو خوب سمجھ گئے تھے احادیث سے اعتنا نہیں کیا۔ انہوں نے اصول استحسان یعنی 'فقہی ترجیح' کا اصول قائم کیا جس کا تقاضا یہ ہے کہ قانونی غور و فکر میں ہم ان احوال و ظروف کا بھی جو واقعتاً موجود ہیں باحتیاط مطالعہ کریں۔

اس سے اندازہ ہو جاتا ہے کہ فقہ اسلامی کے ماخذ کے بارے میں ان کا رویہ کیا تھا۔ رہا یہ کہنا کہ امام موصوف نے احادیث سے اس لیے اعتنا نہیں کیا کہ ان کے زمانے میں کوئی مجموعہ احادیث موجود نہیں تھا۔ سو اس سلسلے میں اول تو یہ کہنا بھی غلط ہے کہ اس زمانے میں احادیث کی تدوین نہیں ہوئی تھی۔ کیونکہ عبدالمالک اور زہری کے مجموعے امام صاحب کی وفات سے کم از کم تیس برس پہلے مرتب ہو چکے تھے۔ ثانیاً اگر یہ فرض بھی کر لیا جائے کہ امام صاحب ان مجموعوں سے فائدہ نہیں اٹھا سکے، یا کہ ان میں فقہی احادیث موجود نہیں تھیں۔ جب وہ ضروری سمجھتے تو امام مالک اور امام احمد بن حنبل کی طرح خود اپنا مجموعہ احادیث تیار کر سکتے تھے۔ لہذا بحیثیت مجموعی دیکھا جائے تو میری رائے میں امام موصوف نے فقہی احادیث کے بارے میں جو روش اختیار کی سرتاسر جائز اور درست تھی۔

(ہکلیلِ جدید الہیات اسلامیہ ۲۶۶ مطبوعہ بزمِ اقبال لاہور)

حضرت میاں میر رحمتہ اللہ علیہ

حضرت شیخ میاں میر ولی
ہر خفی از نورِ جانِ او جلی
بر طریقِ مصطفیٰ محکم پئے
نغمہٴ عشق و محبت رائے
رتبش ایمان خاکِ شہرِ ما
مشعلِ نورِ ہدایت بہرِ ما

ترجمہ: حضرت میاں میر رحمتہ اللہ علیہ ایسے ولی اللہ ہیں کہ آپ کے فیض سے ہر پوشیدہ چیز ظاہر ہو جاتی ہے۔

طریقِ مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مستحکم ہو کر آپ عشق و محبت کے نغمے
الایتے ہیں۔

آپ کا مزار مبارک ہمارے شہر (لاہور) کی خاک کا ایمان ہے۔ آپ ہمارے
لیے سراپا رشد و ہدایت ہیں۔

امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ

سبز باوا خاکِ پاکِ شافعی
عالی سرخوش ز تاکِ شافعی
فکر او کو کب ز گردوں چیدہ است
سیفِ بَرّ ال وقت رانا میدہ است

(اسرار و رموز: ۱۶۸)

ترجمہ: امام شافعی علیہ الرحمہ کے سبزہٴ فکر کی کتنی زرخیز ہے کہ ایک عالم آپ کے
دستِ خواں علم سے فیض یاب ہو رہا ہے۔

آپ کی فکر نے آسمان سے اس مقولے کے ذریعے ستارے چنے کہ ”الوقت
سیف“ (وقت ایک ننگی تلوار ہے) اس سے مایوس نہ ہونا چاہئے۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

اقبال کا داتا کون؟

سید ہجویر مخدوم اُمم
مرقد اوپیر سبخر را حرم
بندہائے کوہسار آساں گسخت
در زمین ہند تخم سجدہ ریخت
عہد فاروق از جمالش تازہ شد
حق ز حرف او بلند آوازہ شد
پاسبانِ عزت اُمم الکتاب
از نگاہش خانہ باطل خراب
خاکِ پنجاب از دم او زندہ گشت
صبح ما از مہر اوتا بندہ گشت
داستانے از کمالش سر کنم
گلشنے در غنچے مضمہ کنم
نوجوانے قامتش بالا تو سرد
دارد لاہور شد از شہر مرد
گفت محصور صف اعدا ستم
در میان سنگہا مینا ستم
یر دانائے کہ در ذاتش ہمال
بستہ پیمان محبت با جلال
گفت اے نا محرم از راہ حیات
غافل از انجام و آغاز حیات

سنگ چوں بر خود گمان شیشہ کرد
شیشہ گردید و شکستن پیشہ کرد
ناتواں خود را اگر رہد شمرد
نقد جان خویش بار ہزن سپرد
”خوشتر آں باشد کہ سر دلبراں
گفتہ آید در حدیث دیگران“

(اسرار و رموز، ۱۲۸، ۱۲۹)

آپ ہجویر شہر کے شہنشاہ، امت کے مخدوم ہیں آپ کی قبر مبارک سخر کے پیر
(خواجہ معین الدین چشتی اجمیری) کے لیے حرم کا مقام رکھتی ہے۔
آپ نے پہاڑوں جیسی مشکلات کو آسان جان کر سر زمین ہند میں سجدے کی تخم
ریزی کی۔

آپ کے جمال سے عہد فاروقی کی یاد تازہ ہوگئی۔ آپ کی کتاب کشف المحجوب
سے حق کی آواز بلند ہوگئی۔

آپ ام الکتاب (قرآن کریم) کی عزت کے پاسبان ہیں۔ آپ کی نگاہ سے
باطل کا خانہ خراب ہو گیا۔

پنجاب کی خاک آپ کی پھونک سے زندہ ہوگئی۔ ہماری صبح آپ کے چاند کی
روشنی سے روشن ہوگئی۔

آپ کے کمال کی ایک داستان سناتا ہوں۔ باغ کو پھول میں پھپھانے کی کوشش
کرنے لگا ہوں۔

ایک نوجوان سروقہ آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا وہ مرد ہے لاہور سے وارد ہوا
تھا۔ وہ سرکار داتا حضور کی بارگاہ عالی میں پیش ہوا تا کہ اس کے اندھیرے روشنی
میں بدل جائیں۔

اس نے کہا میں دشمنوں کے گھیرے میں پھنس گیا ہوں۔ میں ایسا جام بن گیا ہوں جس کے ارد گرد پتھر ہی پتھر ہوں۔

آپ نے فرمایا۔ اے آسمانوں کے مسافر مجھ سے ایک بات سیکھ لے زندگی کا گزران حقیقت میں دشمنوں میں رہ کر ہی ہوتا ہے۔

دانا پیر سے مل کہ اس کی ذات سے جمال ملتا ہے۔ اس سے اپنی محبت کے پیمان باندھ۔

آپ نے فرمایا۔ زندگی کے راستوں سے نامحرم شخص تو زندگی کے آغاز و انجام سے غافل ہے۔ غیروں کے خطرات سے فارغ ہو جا۔ اپنی سوئی ہوئی قوت کو بیدار کر۔

جب پتھر اپنے آپ کو شیشہ گمان کرنے لگتا ہے تو وہ شیشہ ہی بن جاتا ہے اور ٹوٹا اس کا مقدر بن جاتا ہے۔

مسافر اگر خود کو کمزور جانے تو وہ اپنا مال چور کے حوالے کر دیتا ہے۔

خوش قسمت شخص وہ ہے جو محبوب کے دل میں بے اچھی بات وہ ہے جو دوسروں کی زبان میں کہی جائے۔

امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

حاضر ہوا میں شیخ مجدد کی لحد پر
وہ خاک کہ ہے زیر فلک مطلع انوار
اس خاک کے ذروں سے ہیں شرمندہ ستارے
اس خاک میں پوشیدہ ہے وہ صاحب اسرار
گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے
جس کی نفس گرم سے ہے گرمی احرار

وہ ہند میں سرمایہ ملت کا نگہبان
اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار
کی عرض میں نے کہ عطا فقر ہو مجھ کو
آنکھیں مری بینا ہیں لیکن نہیں بیدار
آئی یہ صدا سلسلہ فقر ہوا بند
ہیں اہل نظر کشور پنجاب سے بیزار
عارف کا ٹھکانہ نہیں وہ خطہ کہ جس میں
پیدا کلمہ فقر سے ہو طرہ دستار
باقی کلمہ فقر سے تھا ولولہ حق
طرزوں نے چڑھایا نشہ خدمت سرکار
فردوس میں رومی سے یہ کہتا تھا سنائی
مشرق میں ابھی تک ہے وہی کاسہ وہی آش
حلاج کی لیکن یہ روایت ہے کہ آخر
اک مرد قلندر نے کیا راز خودی فاش

(بال جبریل: ۱۵۸)

قبر کی زیارت زندگی دل کی

محبوب الہی نظام الدین اولیاء

فرشتے پڑھتے ہیں جس کو وہ نام ہے تیرا
بڑی جناب تری، فیض عام ہے تیرا
ستارے عشق کے تیری کشش سے ہیں قائم
نظام مہر کی صورت نظام ہے تیرا

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

تیری لحد کی زیارت ہے زندگی دل کی
مسح و خضر سے اونچا مقام ہے تیرا
نہاں ہے تیری محبت میں رنگِ محبوبی
بری ہے شان بڑا احترام ہے تیرا
اگر سیاہ و لم، داغِ لالہ زارِ تو ام!
چمن کو چھوڑ کے نکلا ہوں مثلِ نکبتِ گل!
ہوا ہے صبر کا منظور امتحاں مجھ کو
چلی ہے لے کے وطن کے نگار خانے سے
شرابِ علم کی لذت کشاں کشاں مجھ کو
نظر ہے ابر کرم پر درختِ صحرا ہوں
کیا خدا نے نہ محتاجِ باغباں مجھ کو!
فلک نشیں صفت مہر ہوں زمانے میں
تیری دعا سے دعا ہو وہ زردبان مجھ کو
مقام ہم سفروں سے ہو اس قدر آگے
کہ سمجھے منزلِ مقصود کارواں مجھ کو
مری زبانِ قلم سے کسی کا دل نہ دکھے!

(بانگِ راز: ۹۶)

خدائی فیض کے چشمے۔ بزرگوں کے دربار

چھپایا حسن کو اپنے کلیم اللہ سے جس نے
وہ ناز آفریں ہے جلوہ پیرا نازنیوں میں
جلا سکتی ہے شمع کشتہ کو موجِ نفس ان کی
الہی! کیا چھپا ہوتا ہے اہل دل کے سینوں میں

تمنا درِ دل کی ہو تو کر خدمت فقیروں کی
نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں
نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو
ید بیضا لیے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں
ترستی ہے نگاہ نارسا جس کے نظارے کو
وہ رونق انجمن کی ہے انہیں خلوت گزینوں میں
کسی ایسے شرارے سے پھونک اپنے خرمن دل کو
کہ خورشید قیامت بھی ہو تیرے خوشہ چینوں میں

(بانگِ درا ۱۰۴)

سوال: مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ارشاد فرمائیں؟
اقبال: مولانا روم میرے مرشد معنوی ہیں۔ مسلمان اس حکیم و داناکو ضرور پڑھیں۔

پیرِ رومی مُرشدِ روشن ضمیر
کاروانِ عشق و مستی را امیر
منزلش برتر ز ماہ و آفتاب
خیمہ را از کھکشاں ساز و طناب
نورِ قرآن در میانِ سینہ اش
جامِ جم شرمندہ از آئینہ اش
جذبہ ہائے تازہ ادرا دادہ اند
بند ہائے کہنہ را بکشادہ اند

(پس چہ باید کرداے اقوام شرق: ۷)

مولانا روم علیہ الرحمہ میرے پیر و مرشد ہیں آپ روشن ضمیر بزرگ ہیں اور کاروانِ
عشقِ مستی کے سردار ہیں۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

﴿۱۳۴﴾

مولانا روم کی منزل چاند اور سورج سے بھی اونچی ہے وہ اپنے خیمے کی طنابیں کہکشاں سے باندھتے ہیں۔

آپ کے سینے میں قرآن کا نور ہے۔ آپ کے آئینے کے سامنے جمشید بادشاہ کا جام بھی شرمندہ ہے۔

آپ نے قوم کو ایک تازہ جذبہ عطا کیا۔ پرانے جالوں سے ان کی جان چھڑادی۔

نغمہ رومی

غلط نگر ہے تری چشم نیم باز اب تک
تیرا وجود تیرے واسطے ہے راز اب تک
تیرا نیاز نہیں آشنائے ناز اب تک
کہ ہے قیام سے خالی تری نماز اب تک
گستہ تار ہے تیری خودی کا ساز اب تک
کہ تو ہے نغمہ رومی سے بے نیاز اب تک

(ضرب کلیم: ۱۳۱)

اصل محبت و عشق کا نصاب
 کے لئے نایاب نصاب

بارگاہ رسالت میں
 ہدیہ ذر و دو سلام کے موضوع پر
 علم اسلام میں سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب

دلائل الخیرت شہرہ آفاق
 کے شرح

مَطَلَعُ الْمَسْرُوفِ

از: امام علامہ محمد مہدی فاسی رحمۃ اللہ علیہ

از: شرف اہلسنت شیخ الحدیث
 علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری

کامستند عالم فہم اردو ترجمہ

قرآن مجید، احادیث اور اسلاف کی روایات کی روشنی میں
 ذر و دو سلام کے بے شمار فضائل اور فوائد و ثمرات کا حسین و دلکش بیان۔

قرآن و حدیث کی روشنی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت و عشق کے تعلق پر مدلل بحث
 اللہ تعالیٰ کے نادرے (۹۹) اسمائے حسنیٰ کے فوائد و خواص کا بیان۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کا انسائیکلو پیڈیا

امام علامہ یوسف بن اسماعیل نہہمانی رحمۃ اللہ علیہ کی نادر تصنیف

محمد اللہ علی العالمین معجزات و معجزات

مترجم
 پروفیسر علامہ محمد اعجاز جمنوعہ

اردو ترجمہ کے ساتھ
 پیش قدمی ہے

خصوصیات

- معجزہ کی حقیقت، معجزات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیگر انبیاء کرام کے معجزات سے موازنہ
- سیرت مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر پہلو میں پوشیدہ معجزات کا ترتیب وار مفصل بیان۔
- فضائل و خصائص مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور احوال سیرت کا عشق آفرین تذکرہ۔

فلاح دولت اسلام کے پہلے انجیل کے مترجم
 مولانا جلال الدین عظیمی ریسرچر اور شہسوار کے مترجم

تاریخ الخلفاء محبوب العلماء

از: حضرت علامہ مولانا محمد بشیر صدیقی
اہم خصوصیات

خلفائے راشدین سلطنت نبویہ و نبویہ عیسیٰ کے احوال پر جامع تاریخ۔
 خلفاء و سلاطین کی سیرت و کردار اور امتیازات کا مفصل اور جامع بیان۔
 خلفاء و سلاطین کے عہد کی فتوحات اور اہم واقعات کا سال بسال تذکرہ۔

فتوح الغیب کی فارسی شرح

از: شہسوار عظیمی نام لکھنؤ میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی مدظلہ

منظر اللہ رب العالمین کا اردو ترجمہ

اس کتاب کا نام **منظر اللہ رب العالمین** ہے
 طریقت و حانیت پر سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے ۸۸ مواعظ عالیہ کا
 بے مثال مجموعہ

تصادف و اتفاق اور زہد و تقویٰ پر مفصل بحث گو۔
 سکون و تسکون، طریقت و حانیت کو قرآن و سنت کے دلائل کے ساتھ بیان۔
 تمنا و خواہش اور ریاضت، صفائے قلب باطن کے طریقے۔
 صدق و اخلاص اور صبر و شہادت اور کایان نفس اور خواہش نفس کی مخالفت

خصوصیات